25- الفرقان
26- الشعراء
27 – النمل

سُوْرَۂ شُعَرَا

مکی ہے۔ اور اسکے حروف ۴۵۴۲۔ اسکے کلمات ۱۲۹۹۔ اسکی آیات ۲۲۷ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا
مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا
خٰضِعِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ
مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

نُنَزِّلُ مکی وبصری باب افعال ہے۔

لہ جمہور کے پاس مکی ہے لیکن ایک روایت میں ابن عباس سے والشعراء یتبعھم الغاؤن سے پانچ آیت آخر تک مدنی ہیں۔ تلک۔ مبتدا ہے ما بعد اسکی خبر ہے۔ یعنے ھٰذہ السورۃ اٰیات القراٰن الظاھر اعجازہ۔ المبین من ابان بمعنے بان وظہر۔ او المبین للاحکام الشرعیۃ وما یتعلق بھا۔ یعنے ابان فعل لازمی ومتعدی دونوں ہوتا ہے۔ لعلّ اشفاق یعنے خوف کے لئے۔ بہ نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا جاتا ہے بخع نفسہٗ یعنے اس نے اپنے نفس کو غم سے مار ڈالا۔ اور اصل بخع یہ ہے کہ بسبب ذبح کے نخاع تک پہونچنا اور وہ حدِ ذبح کی انتہا ہے۔ ۱۲

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ یہ آیتین روشن کتاب ع ۹ ۵

کی ہین۔ (اے نبی) شاید تم اپنے اوپر انکے مسلمان نہونیسے ہلاک کر بیٹھو۔ اگر ہم چاہین تو آسمان سے ایک نشانی اتارین

پھر اُس کے آگے انکی گردنین جھکی ہوی رہجاین۔ اور کوئی نئی نصیحت رحمن کیطرف سے انکے پاس نہین آتی

کہ جس سے منہ موڑتے ہون۔ پس یہ جھٹلا چکے اب عنقریب اُنکے پاس اُس چیز کی خبرین آجائینگی جسکے ساتھ یہ ٹھٹھا

کرتے ہین۔ کیا انھون نے زمین کیطرف نہین دیکھا کہ کسقدر ہم نے اسمین ہر قسم کی عمدہ چیزین اگائی ہین

بیشک اسمین نشانی ہی۔ اور انمین بہت سے ایمان لانیوالے نہین ہین۔ اور (اے نبی) بیشک تمھارا پروردگار

البتہ وہی زبردست حکمت والا ہی۔ یعنی آیات قرآن مجید تو ظاہر ہین۔ اور اسکا اعجاز کسی سے مخفی نہین۔

پھر اگر کافر ایمان نہ لائین تو کیا ای نبی تم اس حسرت سے خود کو ہلاک کردوگے (اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل

مبارک کو تسلی دیتا ہی کہ تم انکے ایمان نہ لانے پر اسقدر تاسف نکرو) اگر ہم چاہتے تو بطور اضطرار ایمان لاتے

لیکن ہماری مشیت و حکمت کا یہ تقاضا ہی کہ انکو امتحان کی صورت مین رکھین اسلیے قرآن مجید مین انکی حال کی مناسبت

سے نئی نئی نصیحت و وعظ و پند کو ہی جس سے وہ بجای نصیحت لینے کے اُلٹا اعراض و تکذیب و استہزا کرتے

ہین۔ کیونکہ جب آدمی شقی ہوتا ہی تو پہلے رد گردانی کرتا ہے پھر صراحت سے

جھٹلاتا ہے۔ اور جب تکذیب و انکار مین کامل ہوا تو ٹھٹھا کرتا ہے۔ عنقریب وہ

عذاب کی خبرین جس سے یہ ٹھٹھا کر رہے ہین انکو لاحق ہونے والی ہین۔

پھر اس پر بھی ہم اپنی قدرت کے ایسے دلائل محسوس بیان کرتے ہین جو تھوڑی سی عقل
والا بھی اگر غور سے نظر کرے تو ہماری ربوبیت کا قائل ہوجائیگا چنانچہ اُنھون نے
زمین کو بھی غور سے نہ دیکھا کہ ہم نے ہر قسم کے قابل قدر کھیتی و پھل وغیرہ
کس کثرت سے اُس مین اُگائے۔ بے شبہ اس پیدا کرنے مین نشانی ہے کہ سب اُسی کی
قدرت سے ہوا ہے لیکن پھر بھی اُنمین اکثر ایمان والے نہین ہین۔ اور چونکہ ہم عزیز یعنے
غالب ہین تو اُن کے عذاب پر بھی قادر ہین اور رحیم ہین اس لیے دلائل بھی بیان کرتے
ہین تا فکر کرین اور عبرت لین پھر اللہ تعالے اس سورہ مین سات انبیا علیہم السلام کے قصے

لہ جاننا چاہیے کہ اس سورہ مین بعضے آیات واسطے تاکید و تقریر کے مکرر مذکور ہین منجملہ اس کے اِنَّ فِی
ذٰلِکَ لَاٰیَۃً وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ۔ اس سورہ مین آٹھ
مقام پر ہے (۱) ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم مین (۲) قصہ موسےٰ علیہ السلام مین (۳) ابراہیم علیہ السلام (۴) نوح علیہ السلام (۵) ہود علیہ السلام
(۶) صالح علیہ السلام (۷) لوط علیہ السلام (۸) شعیب علیہ السلام۔ اور اسی طرح اَلَا تَتَّقُوْنَ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ
وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ یہ پانچ جگہ مذکور ہے قصہ نوح
ہود و صالح و لوط و شعیب علیہم السلام مین۔ ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم مین ما اسالکم علیہ من اجر الایہ نہین ہے
کیونکہ اس سورہ کے سوا اور مواضع مین ہے۔ اور قصہ موسےٰ علیہ السلام مین بھی نہین ہے اس لئے
کہ فرعون نے آپ کو پالا تھا۔ اور قصہ ابراہیم علیہ السلام مین بھی نہین ہے۔ کیونکہ آپ کے باپ بھی مخاطبون
مین شریک تھے تو موسےٰ علیہ السلام وابراہیم علیہ السلام نے شرم سے وما اسالکم علیہ من اجر نہ کہا اگرچہ وہ دونون بھی
طلب اجر سے منزہ ہین۔ (مینا پوری) ۱۲

جو اُن کے امتون کے ساتھ ہوی بیان فرماتا ہی تا یہ امت اُن سے عبرت لے۔ اور موسے علیہ السلام کے قصہ ہی بسبب اسمین غرائب احوال و عجائب امور ہونیکے شروع فرمایا

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝ اور (اے نبی) جب تمھارے پروردگار نے موسے کو پکارا (اور کہا) کہ تم ظالم قوم کے پاس جاؤ۔ (یعنے) فرعون کی قوم کے پاس (اور پوچھو) کیا وہ (عذاب الہی سے) ڈرتے نہین یعنی ڈرین اور اس ظلم سے (یعنے بنی اسرائیل کو لونڈی غلام بنانے سے اور لڑکون کو مار ڈالنے سے) باز آئین۔ چونکہ پیغام اس قوم کے مخالف تھا اس لیے

فرعون۔ انسان جب مظہر قہر بنتا ہے تو ابلیس سے بھی سرکشی مین بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ ابلیس آدم کا دشمن تھا۔ اور فرعون نے خدا سے سرکشی کی۔ اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کا دعوے کیا۔ اور جب مظہر لطف ہوتا ہی تو مسجود ملائک ہوتا ہی۔ اس قصہ سے اسطرح عبرت لینا چاہئے کہ موسے قلب فرعون نفس کی طرف بھیجا گیا تا صفات روحانی کو غلام نہ بنائے۔ کیونکہ فرعون نفس ابتدا مین موسی قلب اور صفات روحانی پر غالب رہتا ہی۔ اور اُن کو اپنے تصرفات مین لاتا ہے کیونکہ موسے قلب فرعون نفس کے گودی مین جوان ہوتے تک پرورش پاتا رہا۔ لیکن پھر قبطی شہوت کو قتل کرڈالا۔ اور اللہ کی جانب رجوع کیا۔ پھر فرعون نفس کی تعمیل پر آمادہ ہوا۔ تو موسے قلب اس کے پاس دیوانہ ٹھہرا۔ کیونکہ جو قلب کے کام ہین نفس اُسکو دیوانگی سے منسوب کرتا ہے۔ اور اُس کے برعکس قلب نفس کے کام پر عیب لگاتا ہی۔ آخر فرعون نفس نے سجن حُبّ دنیا مین قید کرنے سے ڈرایا کیونکہ حُب جاہ ہی سب کے آخر دماغ سے جاتی ہے۔ موسی قلب نے کہا کہ تو میرے قید کرنے پر قادر نہو سکے گا کیونکہ میرے پاس عصا ذکر کا ہی اور وہ ہاتھ ہے جو ما سوے اللہ سے خالی ہے الخ ۱۲

بیان فرعون نفس

موسےٰ علیہ السلام نے چند عذر بیان کئے تا خداوند عالم اُن سے وہ عذر دور فرمادے قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ وَ یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ

(موسےٰ نے) کہا کہ اے میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں۔ اور میرا سینہ رکتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی ہے پس تو ہارون کی جانب پیغام بھیج (یعنے اُن کو رسول کرکے میرا معین بنا) اور انکا ایک قصور (یعنے قتل قبطی) میرے ذمہ ہے۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے مار ڈالیں۔ یعنے پہلے یہ کہ فرعون مجھے جھٹلائیگا جس سے میرا دل تنگ ہوگا۔ اور تنگی دل سے کلام مشکل ہوگا خصوص اُس شخص کو جسکی زبان میں لکنت ہو۔ دوسرے یہ کہ اُن کے زعم میں میرے ذمہ گناہ ہے۔ (ورنہ حقیقت میں مومن بنی اسرائیل کی آبروریزی کے خیال سے کافر کو مارنا گناہ نہیں) تو وہ مجھے اسکے قصاص میں مار ڈالیں گے۔ آپ نے یہاں دو باتیں طلب کیں۔ ایک فرعون کے شر سے حفاظت۔ دوسرے ہارون کی معیت۔ ارشاد ہوتا ہے قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

لہ جسطرح موسےٰ علیہ السلام نے سورۂ طٰہٰ میں (رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ الخ) دعا کی تھی۔ فارسل کلام مختصر ہے۔ یعنے جبرئیل کو ہارون کے پاس بھیجدے۔ اور انھیں رسول کرکے میرا معین و مددگار بنا (رشیا پوری) ۱۲

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۝ (پروردگار نے) کہا ہرگز نہین پس تم دونون 6-17

ہماری نشانیون کے ساتھ جاؤ ہم تمھارے ساتھ سنتے رہین گے۔ پس تم دونون فرعون

کے پاس جاؤ پھر کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہین (ترے پاس یہ پیغام لائے ہین)

کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے۔ اللہ تعالے نے خوفِ فرعون کے متعلق فرمایا

کہ ہرگز نہین یعنے اس خیال کو دل سے نکال ڈالو۔ اور ہارون کی معیت کے متعلق

فرمایا کہ اچھا تم دونون ہماری نشانیان لیکر جاؤ۔ ہم بھی تمھارے ساتھ سننے والے ہین

(یعنے جب پروردگار کی معیت ہے اب کسکا خوف ہے) تم فرعون سے اپنی رسالت کا

بیان کرو۔ اور اُس سے بنی اسرائیل کو چھوڑنے کے لئے کہو یعنے تو جو اُن کو غلام بنایا

ہے اس سے آزاد کر تا اُنھین ہمارے ساتھ لیجائین غرض یہ دونون فرعون کے

پاس گئے اور وہ پیغام پھنچایا۔ فرعون نے آپ کو اسطرح الزام لگایا قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ

فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ

فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (جب آپ نے پیغام پھنچا دیا) فرعون بولا

کہ کیا ہمنے تمھین لڑکپن مین اپنے درمیان مین نہین پالا تھا اور تم اپنی عمر کے کئی برس

ہمارے درمیان مین رہے۔ اور تم اپنا وہ کام کر گئے جو کر گئے (یعنے قتلِ قبطی) اور

من الكفرين - قال ابن عباس للنعمة - (در)

تم ناشکروں میں سے ہو۔ فرعون نے پہلی اپنی نعمت و احسان (یعنے پرورش) کو
بیان کیا۔ پھر جو موسے علیہ السلام نے اس احسان کے مقابلہ میں برائی کی تھی (یعنی قبطی کا
مار ڈالنا) ذکر کیا اس کا جواب موسیٰ علیہ السلام کس خوبی سے ادا کرتے ہیں۔ قَالَ فَعَلْتُهَا
اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ 2
مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ (موسے نے) 2
کہا کہ میں اُسوقت وہ حرکت کر بیٹھا کہ میں اس حال میں چوکنے والوں میں سے تھا پس
جب میں نے تمہارا خوف کیا تو تم سے بھاگا پھر مجھے میرے پروردگار نے علم عطا فرمایا
اور مجھے پیغمبروں میں سے کر دیا۔ اور وہ نعمت جس کا تو مجھپر احسان رکھتا ہے یہ ہے کہ
تو نے اولادِ یعقوب کو غلام بنا لیا ہے۔ قتل کا جواب تو اسطرح دیتے ہیں کہ میں نے
اُسوقت میں جو حرکت کی چوک گیا یعنے مجھے نہیں معلوم تھا کہ انجام اسکا قتل ہوگا۔ ورنہ
بطورِ تادیب گھونسا مارنا کیا برا تھا۔ غرض یہ قتل سہو سے ہوا تھا جس کے عوض مجھے
اسقدر خوف دلایا گیا جس سے میں شہر بدر ہو گیا۔ میں ہرگز اسقدر تخویف کا مستحق نہ تھا
بلکہ یہ مجھپر زیادتی ہوی۔ جس سے میں شہر چھوڑ کر بھاگا تو نے تو میرے ساتھ ایک ذرسی

من الضالین۔ قال من الجاهلین (ابن جریر) وتلك۔ اس خصلت کی طرف اشارہ ہے جو بری اور سہم ہے اور
معلوم نہیں ہوتی مگر بعد تفتیش کے اور وہ تفسیر عبدتّ کی۔ عبّدت۔ عبدت الرجل والعبد له اذا اتخذ ته عبدا ۱-۲

بات پر یہ سلوک کیا۔ اُس منعمِ حقیقی کا احسان دیکھ کہ اُس نے مجھے علمِ توحید اور کمالِ عقل
دیکے رسول بنایا۔ اور جو تو پرورش کا احسان مجھپر جتلاتا ہے وہ حقیقت مین بنی اسرائیل
کو غلام بنانے سے تھا۔ یعنے جب تو نے اُنکو غلام بنالیا۔ اور اُن کے لڑکون کو قتل کرنے
لگا تو میری مان نے اس خوف سے مجھے دریا مین ڈالا۔ اور تو نے لیکر پالا۔ اگر تو یہ مصیبت
نہ ڈالتا تو مجھے میرے مان باپ کس ناز سے پالتے اور ہرگز دریا مین نہ ڈالتے۔ (جس کو تو
نعمت سمجھتا ہے حقیقت مین وہ بھی نقمت ہے) جب فرعون اس گفتگو مین عاجز ہوا
تو اُس قول کی طرف (جو آپنے ادائی رسالت کے وقت اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
23 فرمایا تھا) متوجہ ہوا قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
26 وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ قَالَ
26 رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ فرعون نے کہا اور رب العالمین کون ہے۔ (کیونکہ
وہ خود کو سب کا خدا سمجھتا تھا) (موسےٰ نے) کہا کہ پروردگار آسمانون کا اور زمین کا

رَبُّكُمْ۔ یہ استدلال بالانفس ہے۔ اور رب المشرق والمغرب سے استدلال بالآفاق ہے۔ پہلا جواب بطور لطف ہے کہ اگر تم کسی شے کا یقین رکھتے ہو تو خدا کی ربوبیت کا یقین سب سے پہلے چاہئے۔ کہ اُس کا ظہور محتاج بیان نہین۔ آپ نے آخر جواب مین جب اُس نے آپ کو دیوانہ کہا تو آپنے بھی سختی کی اور فرمایا کہ اگر کچھ عقل رکھتے ہو تو سمجھو۔ ۱۲ ؎ چنانچہ دوسرے مقام پر اسکا قول ہے ما علمت لکم من الٰہٍ غیری اور قوم فرعون سواے فرعون کے کسیکو خدا نہین سمجھتی تھی ۱۲

اور اُس چیز کا جو اِن دونوں میں ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ (فرعون نے)
اُن لوگوں سے جو اُس کے گرد تھے کہا؟ کیا تم نہیں سمجھتے (موسےٰ نے) کہا کہ تمھارا
پروردگار اور تمھارے اگلے باپ دادا کا پروردگار ہے۔ موسے علیہ السلام نے کیا اچھا
جواب دیا۔ یعنے یہ فرعون (جو خدائی کا مدعی ہے) تمھارے باپ دادا کے وقت
نہ تھا۔ تو جو اُن لوگوں کا رب تھا وہی تمھارا رب ہے جو دائمی اور قدیم ہے یہ استدلال
بالانفس ہے۔ فرعون اس جواب سے بہت پریشان ہوا۔ اور اپنے گرد والوں کو
اسطرح دھوکا دیا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ 26-
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ بولا کہ بے شک یہ تمھارا رسول 26-
جو تمھاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے (موسےٰ نے) کہا کہ پروردگار مشرق
اور مغرب کا اور اُس چیز کا جو اِن دونوں میں ہے۔ اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔ یعنے
اگر کچھ فرعون اپنے خدائی کے دعوے میں سچا ہے۔ تو مغرب سے سورج کو نکالے

لہ اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کا ادراک محال ہے۔ ان یقینی طور سے معلوم ہے کہ وہ سب سے غنی اور سب اُس کے محتاج ہیں۔ اسی کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا کہ جو سبکو شامل ہے یعنے رب السموات والارض وما بینهما۔ چونکہ یہ پہلا جواب تھا اس لئے نرمی سے فرمایا کہ اگر تم کسی چیز کا بھی یقین رکھتے ہو تو پہلے اُس کی ذات پاک کا یقین رکھو۔ کیونکہ سبکا قیام اسی سے ہے لہ جسطرح حضرت ابراہیم نے کہا تھا فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ الآیۃ ۱۲-

اور مشرق مین ڈبائے۔ مجھے مجنون کسطرح کہتے ہو خود تمھین[1] کو عقل نہین ہے کیونکہ
فرعون نہ اُن اشیا کا صانع ہے اور نہ اُن مین تغیر و تبدل کر سکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ
اسکا صانع وہی رب العالمین ہے یہ استدلال بالآفاق ہے جب فرعون دلائل سے
عاجز ہوا تو اپنی سلطنت و حکومت کا رُعب ڈالا قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِىْ
لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ○ (فرعون) بولا اگر تو میرے سوا اور کوئی معبود ٹہرائیگا
تو مین ضرور تجھے قیدیون مین سے کر دونگا جب اُس نے آپ کو اسطرح دہمکایا۔
تو آپ نے دلیل اصلی یعنے معجزہ کا دعوے (جو آپ کے صدق کی گواہی ہے) اسطرح
کیا قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ○ (موسےٰ نے) کہا کیا اگرچہ مین تیرے پاس
کوئی ظاہر چیز لے آؤن۔ یعنے دلیل قاطع لے آؤن تو بھی تو قید کریگا قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ○ وَّنَزَعَ
يَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ○ع (فرعون) بولا اگر تو سچے لوگون سے ہے تو

ع ۲

[1] اس آخری جواب مین آپ نے سختی کی لیکن اسکی بھی ابتدا فرعون کی جانب سے ہے۔ اور پہلے آپ کو
اُسی نے مجنون و دیوانہ کہا۔ من المسجونین۔ لام واسطے عہد کے ہے۔ یعنے اُن لوگون مین تمھین
قید کردونگا جن قیدیون کا حال تمھین معلوم ہے۔ کہتے ہین کہ قیدیون کو ایک عمیق گڑہے مین ڈالدیا کرتا تہا
پھر مرے بعد ہی اس مین سے نکالتا تہا۔ اسی لئے لاسجننک نہ کہا۔ ۱۲

اُسے لے آ۔ پس موسے نے اپنا عصا ڈالدیا تو یکایک وہ ایک صریح اژدہا ہوگیا۔ اور
اپنا ہاتھ (گریبان مین سے) نکالا تو ناگاہ وہ دیکھنے والون کے لئے سفید تھا۔ یعنی ایک
چاند کے ٹکڑے کی طرح چمکتا تھا۔ **غرض فرعون** نے پہلے آپ کو دیوانہ کہا تھا اور یہہ
معجزے دیکھکر ساحر کہتا ہے۔ اور لوگون کو فریب دیتا ہے کہ یہ اعجاز نہین بلکہ سحر ہے قَالَ
لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا
تَاْمُرُوْنَ ۝ فرعون نے اُس جماعت سے جو اُس کے گرد تھی کہا کہ بے شک یہ تو کوئی
ماہر جادوگر ہے۔ کہ تمھین تمھارے ملک سے اپنے جادو کے باعث نکالنا چاہتا ہے۔ تو اب
تم لوگ کیا حکم دیتے ہو۔ فرعون آپکی مخالفت پر لوگون کو تحریص دلاتا ہے کہ موسےٰ اپنے
جادو کے سبب سے لوگون کو اپنی طرف کرلینگے۔ پھر وہ سب تمھارا ملک و خزانہ لے لینگے
تم مشورہ دو کہ مین کیا کرون۔ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ۝
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۝ وہ بولے اُن کو اور اُن کے بھائی کو مہلت دیجئے اور
شہرون مین (نقیب) جمع کرنے والون کو بھیجئے۔ کہ آپکے پاس ہر جاننے والے بڑے

للملا۔ الملأ الجماعة وهو الخلق ايضا وجمعه املاء (مختار) حوله ۔ نعت ملأ ہی بطوع ولقد ارعلے اللئيم بسيني (نيشاپوری) ارجه ۔ ارجئت الامر اخرته همزه ويلين (مختار) یعنے ہمزہ اور بغیر ہمزہ کو دو لغتین ہین ۔ حشرين ۔ الحشر وحشر الناس جمعهم وبابه ضرب ونصر ومنه يوم الحشر (مختار) سلے ای شرطا يحشرون للناس ويجمعونهم یہ حشرین موصوف محذوف کی صفت ہے ۔ لیقات ۔ الوقت المضروب ای لما وقت به ۱۲

اَرْجِہْ
قالون ساتھ ترک ہمزہ اور کسرہ ہا کے۔
اَرْجِئْہُ
ورش وکسائی مثل اسکے ساتھ صلہ کسرہ کے۔
اَرْجِئْہُ
مکی وہشام ساتھ ہمزہ صلہ ضمہ ہا کے۔
اَرْجِئْہُ
بصری شامی کے بغیر صلہ
اَرْجِئْہِ
ابن ذکوان ساتھ ہمزہ کسرہ ہا کے۔
اَرْجِہْ

جادوگر کو لے آئیں۔ فرعون نے یہ بات پسند کی۔ اور حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی
حکمت تھی کہ تا سب لوگ ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور سب کے روبرو روز روشن
میں حق باطل پر غالب آجائے فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝ وَقِيلَ لِلنَّاسِ
هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝ پھر جادوگر
ایک مقرر دن کی میعاد پر جمع کیے گئے۔ اور لوگوں سے کہدیا گیا کہ کیا تم بھی جمع ہوگے
ہم کو امید ہے کہ جادوگروں کی پیروی کر لیں اگر وہ غالب ہو جائیں۔ یہ نہ کہا کہ ہم
حق کی پیروی کر لیں گے خواہ حق جادوگروں کی جانب یا موسے کی طرف ہو چونکہ
رعیت بادشاہ کے دین پر ہوتی ہے اس لئے وہ بادشاہ کے تابع رہے فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ
قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا
لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہنے لگے کیا بے شک ہمارے لئے
اجرت ہے اگر ہم ہی غالب رہیں (فرعون نے) کہا ہاں اور البتہ تم اسوقت
مقربوں میں سے ہو گے۔ اجرت و انعام کیا چیز ہے بلکہ میں تمھیں اپنا ہمنشین و

نَعِم ساتھ کسرہ عین کے

۱ خدا تعالیٰ نے مناظرہ فعلی کو جو موسے علیہ السلام اور قبطیوں کے درمیان میں ہوا سورۂ اعراف
اور سورۂ طٰہٰ میں اور اس سورہ میں بیان فرمایا۔ ۲ یہ اجتماع کے لئے برانگیختہ کرنا ہے۔ یعنے
ضرور ہی جمع ہونا چاہئے۔ ۳ انکی غرض اصلی موسے علیہ السلام کی اتباع نہ کرنا ہے۔ اسی لئے کلام
کو اس انداز پر بیان کیا کہ جس سے اتباع موسے علیہ السلام مقصود نہیں ہے ۱۲

مقرب بنالون گا قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ
وَعِصِیَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَاَلْقٰی مُوْسٰی عَصَاهُ
فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ۝ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ موسے نے اُن (جادوگرون) سے کہا
کہ ڈالو جو تم ڈالتے ہو۔ تو انھون نے اپنی رسیان اور لاٹھیان ڈالدین اور بولے
کہ فرعون کے اقبال کی قسم کہ ضرور ہم ہی غالب رہین گے۔ پھر موسے نے اپنا عصا
ڈالدیا تو یکایک وہ نگلنے لگا جو کچھ وہ بناوٹ کر رہے تھے۔ پھر جادوگر سجدہ[له] مین گر پڑے
کہنے لگے کہ ہم ساری جہان کے رب پر ایمان لائے۔ (یعنی) موسے اور ہارون کے
پروردگار پر[له] جب فرعون کو شکست فاش ہوئی اور دیکھا کہ اپنے جادوگر بھی مسلمان
ہوگئے تو مکابرہ اور جھوٹی تقریر کی طرف متوجہ ہوا اور انھین ڈرانے دہمکانے لگا۔
قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ

تَلْقَف سوائے تلقّف کے سب قراء پڑھتے ہیں

وعصیهم - جمع عصا - تلقف تبتلع بسرعة من لقفه کسمعه - تناوله بسرعة کما فی القاموس
له اگرچہ لفظی ترجمہ سجدہ کرتے ہوے گرادئے گئے ہونا چاہئے۔ اور انکا گرانے والا اللہ تعالے ہے
جس نے ان کے دلمین داعیہ ایمان ڈالدیا۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فاعل کو مقدر نہ کیا جائے اور
کہا جائے کہ گر پڑے۔ جسطرح صاحب تفسیر نیشاپوری فرماتے ہین۔ ولك ان لا تقدر فاعلا -
ای خروا له یہ تصریح اس لیے ہے کہ فرعون بھی خود کو ساری جہان کا خدا کہتا تھا۔ ۱۲

تَعْلَمُوْنَ ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

قَالُوْا لَا ضَيْرَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ (فرعون) بولا کہ کیا تم موسے پر ایمان لائے

اس سے پہلے کہ مین تمھین اجازت دون بیشک یہ تمھارا بڑا ہی جس نے تمھین جادو

سکھایا ہی۔ تو اب تمھین معلوم ہو جائیگا۔ البتہ مین تمھارے ہاتھ اور پاؤن مخالف

طور سے کاٹونگا (یعنے ایک طرف کا ہاتھ تو دوسرے طرف کا پاؤن) اور ضرور تم

سب کو سولی دونگا۔ بولے کچھ مضایقہ نہین بے شک ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے

والے ہین۔ یعنے تو مرنے سے کیا ڈراتا ہی وہ تو ہمارے لئے وصال ہی خصوصاً شہادت

غرض وہ جس قدر ڈراتا تھا اسیقدر اُن کے ایمان کو ترقی ہوتی تھی۔ آخر اُن کے

دلونپر سے پردے اُٹھ گئے۔ اور یقینی طور سے سمجھ گئے کہ اگر فرعون ہمین تکلیف دیگا

تو خداوند عالم اُس کے عوض بہتر ثواب دیگا اس لئے کہتے ہین اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا

رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بے شک ہم امید رکھتے ہین کہ ہمارا پروردگار ع ۳ ۱۸ ۷

ہمارے لئے ہماری خطائین بخشدے اس لئے کہ ہم (قبطیون مین سے) پہلے

ایمان لانے والے ہین۔ سبحان اللہ کیا استقامت ہی ۵

ضیر۔ مصدر ضارہ یضیرہ ضیرا۔ ۵ یہ فرعون کا قول سراسر جھوٹ تھا کیونکہ جادوگرون نے اس دن سے پہلے کبھی موسے علیہ السلام سے ملاقات تک نہ کی تھی (ابن کثیر) ۱۲۔

ہم در پہ ترے بیٹھے ہیں کچھ کر کے اٹھیں گے	یا وصل کی ٹھہریگی و یا مر کے اٹھیں گے

سچ ہے اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقُ الْكَرَامَةِ ۵

گفتم بنشینم بدرت تا بدر آئی	چندان بنشین گفت کہ جانت بدر آید

حسن بصری فرماتے ہیں کیا خوش قسمتی ہے ان لوگوں کی کہ صبح کو جادوگر تھے اور شام کو اعلیٰ درجے کے شہید کہلائے ۵

جادوان کان دست و پا در باختند	در فضائے قرب مولے تاختند
گر برفت آن دست و پا بر جائے آن	رست از حق بالہائے جادوان
تا بدان پرہا بپرواز آمدند	در ہوائے عشق شہباز آمدند

غرض سالک جس قدر خلق سے منقطع ہوتا ہے اسیقدر قرب حق نصیب ہوتا ہے ۵

قرب نے بالا و پستی رفتن است	قرب حق از حبس ہستی رستن است

اور جو غیر حق سے انس ہوئی اور اسی پر اعتماد ہوا تو حق سے دور ہو گیا اور ہر طرح برباد ہوا ۵

غیر حق یک ذرہ کان مقصود نیست	تیغ لا بر کش کہ آن معبود نیست

خلاصہ یہ کہ فرعون بنی اسرائیل کو قسم قسم کی تکلیفیں دیتا تھا پھر حضرت موسے کی بد دعا سے کئی بار عذاب آیا اور دور ہوا۔ آخر اللہ تعالے نے پورا ہی انتقام لیا۔

اور بنی اسرائیل کو پنجۂ ظلم سے رہا کیا جس طرح ارشاد ہوتا ہے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ

هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا

لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ

بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ

اَنْ اَسْرِ نافع ومکی ساتہ کسر نون اور ہمزہ وصل کے

عُیُوْنٍ مکی وابن ذکوان وشعبہ وحمزہ وکسائی ساتھ کسرہ عین کے

حٰذِرُوْنَ نافع ومکی وبصری وشام بغیر الف کے یعنی ہم سب تیار ہیں... پڑھتے ہیں

انکم ۔ تعلیل للاسراء (بنیتا ہوں) لشرذمۃ ۔ لطائفۃ قلیلۃ قلیلون جمع سالم بھی قلت پر دال ہے جس سے معلوم ہوا کہ انکا گروہ نہایت ہی قلیل ہے (بنیتا ہوں) اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کانوا ستمائۃ الف (در) لغائظون یعنی وہ ہر وقت اپنی افعال سے ہمیں غصہ دلاتے ہیں حاذرون ۔ اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال مودون مقوون (در) ای ذو اداۃ وقوۃ وسلاح ۔ الحذر احتراز عن مخیف ۔ کنوز ۔ الکنز المال المجموع المحفوظ والفرق بینہ وبین الرکاز والمعدن ۔ ان الرکاز المال المرکوز فی الارض مخلوقا کان او موضوعا ۔ والمعدن ما کان مخلوقا والکنز ما کان موضوعا (خریدۃ العجائب) مقام کریم منازل حسنۃ ۔ فاتبعوھم اتبعہ اتباعا ۔ اذا طلب الثانی اللحوق بالاول وتبعہ تبعا اذا مر بہ ومضی معہ ۔ مشرقین ۔ اشرق واصبح اذا دخل فی الشروق والصباح ۔ یعنی ان کے پاس شروق (یعنی طلوع شمس کے وقت پہونچے ۔ تراءی تفاعل ہے یعنی ایک نے دوسرے کو دیکھا ۔ فانفلق ۔ یہ فا فصیحہ ہے یعنی فضرب فانفلق ماء البحر ۔ فرق ۔ الفرق یقارب الفلق ۔ لکن الفلق یقال اعتبارا بالانشقاق ۔ والفرق یقال اعتبارا بالانفصال والفرق القطعۃ المنفصلۃ (مفردات راغب) کالطود ۔ طود خود بڑے پہاڑ کو کہتے ہیں پھر اسکی صفت عظیم ہے یعنی بڑے پہاڑوں میں کا بڑا پہاڑ ۔ نہ یہ کہ پہاڑوں میں کا بڑا پہاڑ (مفردات) اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ کالطود قال کالجبل (در) ازلفنا ۔ الازلاف نزدیک گردانیدن (تاج المصادر) ۱۲

ع ۱۷ / ۸

وَاَنْجَیْنَا مُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِیْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ 2
لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ع اور ہمنے 2
موسےٰ کی جانب وحی بھیجی کہ تم میرے بندون کو (مصر سے) رات کو لے نکلو اس لئے
کہ تمھارا پیچھا کیا جائیگا۔ (چنانچہ موسےٰ علیہ السلام روانہ ہوے) پھر فرعون نے شہرون مین
نقیب بھیجے۔ (جب لشکر جمع ہوا تو فرعون نے کہا) کہ یہ (بنی اسرائیل) تھوڑی سی
جماعت ہین۔ اور بے شک یہ لوگ ہمین غیظ (وغضب) دلانے والے ہین۔ اور
بے شک ہم احتیاط کرتے رہتے ہین (اور جب کوئی بغاوت کرے تو اُسے ہلاک
ہی کر ڈالتے ہین۔ اللہ تعالےٰ نے انھین کے ہلاک کا سامان کیا جس طرح فرماتا
ہے) پھر ہم نے قوم فرعون کو (اُن کے) باغون اور چشمون سے باہر نکالا۔
اور خزانون اور پاکیزہ مکانون سے بھی اسیطرح
(یعنے جسطرح اُن کی بُری نیت تھی اسی طرح سزا دیگئی) اور ہم نے

له یعنے اُن کے ایسے بُرے افعال (یعنے اُن کا گہنا مستعار لیکر جانے۔ اور بنی اسرائیل کو بغیر اجازت لیجانے) سے صرف ہمین غصہ آتا ہے۔ ورنہ اُنکے غلبہ کا خیال تک بھی نہین آتا۔ کیونکہ ہم خود بیدار مغز اور صاحب احتیاط ہین۔ فرعون یہ ساری باتین اس لئے بنا رہا ہے کہ کہین کسی کو اُسکی عاجزی کا خیال نہ گذرے اور اُس کے قہر و تسلط کے خلاف مدعا نہو جائے ۱۲

اُن نعمتوں کا بنی اسرائیل کو وارث بنایا۔ تو فرعون کے لوگوں نے سورج نکلتے
اُن کا پیچھا کیا۔ پھر جب دونوں گروہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے موسے کے
ساتھیوں نے کہا کہ البتہ ہم تو پکڑے گئے (یعنے سامنے دریا اور پیچھے فرعون کا لشکر
ہے) موسے نے کہا کہ ہرگز نہیں بے شک میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ ابھی
مجھے راہ (نجات) دکھائیگا۔ پھر ہم نے موسے کی جانب وحی بھیجی کہ تم اپنے عصا سے دریا
کو مارو (آپنے مارا) تو دریا پھٹ گیا پس ہر ٹکڑا (پانی کا) مثل بہت بڑے پہاڑ کے
ہوگیا۔ اور ہم نے وہاں (یعنے دریا کے کنارے) دوسروں کو (یعنے فرعون اور

لہ اس سے اسطرح عبرت لینا چاہیئے کہ جب نفس فنا ہوتا ہے تو قلب اُسکی صفات اور اوسکی قوت سے ایسے درجات پر ترقی کرتا ہے کہ جو صرف اپنی قوت سے اسقدر ترقی ممکن نہ تھی۔ اور جب قلب کو موت آتی ہے تو نفس اُسکی صفات کا وارث ہوکر اور اوسکی قوت سے اسطرح پستی کے مقامات اور درکات میں تنزل کرتا ہے کہ جو فقط اپنی قوت وصفات سے اسطرح بُری حالت نہیں ہوسکتی تھی۔ سلہ قالوا یا موسیٰ ھذا البحر امامنا و ھذا فرعون قد رھقنا بمن معہ۔ اخرجہ ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (فی حدیث طویل) (در) سلہ محققین کہتے ہیں کہ موسے علیہ السلام نے انّ معی ربی فرمایا۔ اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم غار میں انّ اللہ معنا فرمایا اسمیں نکتہ یہ ہے کہ کلیم نے خود سے خدا کو دیکھا یہ مقام ما رأیت شیئاً الّا ورأیت اللہ بعدہٗ ہے اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے حق سے خود کو دیکھا یہ مقام ما رأیت شیئاً الّا ورأیت اللہ قبلہٗ ہے

این یکے را روے او در روے دوست		وان دگر را روے او خود روے اوست

سلہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ھم قوم فرعون قبرھم اللہ حتی اغرقھم فی البحر (ابن جریر) ۱۲

اسکے لشکر کو) قریب کر دیا۔ اور ہم نے موسے کو اور جو ان کے ساتھ تھے سب کو بچا لیا۔
(یہ تو اس پار اتر آئے اور فرعون مع لشکر درمیان دریا تھا) پھر ہم نے دوسروں کو غرق
کر دیا۔ بیشک اس (قصہ) میں نشانی ہے اور اُن میں بہت سے ایمان لانیوالے نہیں تھے
اور بیشک (اے نبی) تمھارا رب البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔ **قصہ دوم حضرت**
ابراہیم علیہ السلام کا وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرٰهِيمَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ 2
قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِينَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ۝ 2 2
أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۝ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ 2
قَالَ أَفَرَءَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۝ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ 2 2
لِّي إِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَ 2
يَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ وَالَّذِي أَطْمَعُ 2

له یعنے قوم موسے میں۔ کیونکہ انھوں نے بعد نجات پھر سوال کیا کہ ہمیں ایک معبود خدا کے سوا ہونا چاہیے۔
اور گوسالہ کی پرستش کی۔ اور یہ بھی احتمال ہو کہ ضمیر اس امت کی جانب ہو بسبب دلیل واتل علیہم کے تو اسکو
ترجمہ ایمان لانے والے نہیں ہیں ہونا چاہیے۔ اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ (اس
سورہ کے اور مواضع میں بھی یہی معنی ہوں گے) (نیشاپوری) عٰكِفِين۔ العکوف اللزوم ومنہ المعتکف
والذی اطمع یعنے جو کچھ ترک اولی ہوا ہے امید ہے کہ وہ بخشدیگا۔ یہ ادب اور تواضع ہے کہ آپ نے جزم سے
نہیں فرمایا۔ **عقیدہ**۔ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب کے مقالہ سادسہ میں فرماتے ہیں کہ

اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ اور (اے نبی) ان کے سامنے قصۂ ابراہیم پڑھو
کہ جب انھون نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کو پوجتے ہو۔ بولے کہ ہم بتون کو
پوجتے ہین پس ہمیشہ انھین کے مجاور رہتے ہین۔ ابراہیم نے کہا کیا وہ تمھاری (آوازین)
سنتے ہین جب تم پکارتے ہو؟ یا تمکو فائدہ پہنچاتے یا نقصان دیتے ہین۔ بولے (یہ تو نہین)
بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسیطرح کرتے ہوے پایا۔ ابراہیم نے کہا پس بھلا تم نے دیکھ لیا
جن کو تم پوجتے ہو۔ اور تمھارے اگلے باپ دادا (پوجتے تھے کہ وہ کسی طرحکا نفع و نقصان
نہین پہنچا سکتے) پس یہ تو میرے دشمن ہین لیکن ساری جہان کا پروردگار (میرا دوست
ہے اور وہ قادر مطلق ہے برخلاف تمھارے بتون کے) جس نے مجھے پیدا کیا سو
وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہی جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور جب مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۰) ملائکہ ارادہ سے معصوم ہین۔ اور انبیاء ہوا و نفس یعنے خواہشات نفسانی سے معصوم ہین۔ اور باقی مکلفین ان دونون سے بھی معصوم نہین۔ ہان اولیا خواہش سے اور ابدال ارادہ سے محفوظ ہین لیکن معصوم نہین۔ اور عدم عصمت کے یہ معنے ہین کہ کبھی اولیا کا میلان خواہش کی طرف اور ابدال کا میلان ارادہ کی جانب ہوتا ہی پس اللہ تعالے انھین اپنی رحمت سے ہشیار کردیتا ہے۔

۱؎ اخرج ابن المنذر عن عکرمة رضی اللہ عنه فی قوله ان یسمعونکم قال هل یسمعون اصواتکم (در)

۲؎ نصیحت بطور اشارہ کے صراحت سے زیادہ مفید ہوتی ہے۔ اور آپ نے اپنی دشمنی انکی دشمنی کے پردے مین ظاہر کی۔ ۳؎ استثناء منقطع۔ لکن رب العلمین حبیب لی ۱۲۔ ۴؎ حضرت ذو النون مصری قدس سرہ سے (بطور تاویل) منقول ہے کہ یہ طعام طعام معرفت ہے۔ اور یہ شراب شراب محبت اور یہ کہ

بیمار پڑتا ہون تو وہی شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا۔ اور وہ کہ جس سے مین امید رکھتا ہون کہ روز جزا کو میرے لیئے میری خطا بخشدیگا حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مین تو اسی کی عبادت کرون گا جس کے یہ تصرفات ہین۔ اس لیئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۱) بیت برمحل پڑہی۔

شراب المحبة خير الشراب	وكل شراب سواه السراب

اوران کلمات سے محقق لوگ کلام حقایق نظام ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی کے اسرار کی بو سونگھ سکتے ہین نظم

ترا نوالہ دمادم زخوان یطعمنی	ترالہ پیالہ مدام از شراب یسقینی
مرا تو قبلۂ دینی ازان سبب گفتم	بہ مردمان کہ لکم دینکم ولی دینی

(کشف الاسرار) آنحضرت کا صوم وصال مین پیٹ پر پتھر باندہنا اسی سبب سے تھا کہ وہ طعام اس کے سوا ہی بطور اشارہ مرض فراق بھی ہوسکتا ہی۔ پہر تجلی سے شفا ہوتی ہی۔ یا یہ کہ جب تعلقات کونین کا مرض پیدا ہوتا ہی تو جذبۂ الٰہی سے شفا ہوتی ہی۔ اسیطرح اوصاف بشری سے مارتا ہی پھر اوصاف روحی سے جلاتا ہی۔ پھر اوصاف روحانی سے مارکر اوصاف ربانی سے زندہ کرتا ہی۔ لہ اگرچہ مرض بھی اللہ تعالے ہی دیتا ہے لیکن آدمی اسے مکروہ جانتے ہین اس لیئے آپ نے ادب کے خیال سے اللہ تعالے کی طرف نسبت نہ کی۔ بلکہ اپنی طرف منسوب کیا۔ چنانچہ سورۂ فاتحہ مین انعام کی نسبت اللہ کی جانب ہے۔ اور غضب کا فاعل محذوف ہی اور گمراہی کی نسبت بندونکی جانب ہی۔ صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین اور شفا کی نسبت اُسکی طرف کرنے مین اشارہ ہی کہ کمال تسلیم یہ ہی کہ طبیب کیجانب رجوع نکرے۔ کیونکہ شکایۃ الحبیب الی الطبیب ٹھیک نہین لوگون نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرض مین کہا کہ کیا آپ کے لیئے طبیب کو نہ بلائین۔ فرمایا الطبیب امرضنی طبیب حقیقی نے ہی بیمار ڈالا ہے کیف اشکو الی طبیبی ما بی + والذی بی اصابنی من طبیبی

از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب۔	دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست ۱۲

کافرون سے منہ پھیر کر اپنے مالک کی طرف متوجہ ہو گئے اور اسطرح دعا کرنے لگے

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي 26

الْاٰخِرِيْنَ ۙ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۙ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ 26

الضَّآلِّيْنَ ۙ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۙ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۙ اِلَّا مَنْ 26

اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۙ اے میرے پروردگار مجھے حکم عطا فرما اور مجھے نیک بختون 26

سے ملا دے۔ اور میرے لئے ذکر خیر پچھلے لوگون مین کر۔ (یعنے آئندہ نسلون کی زبان پر

رب هب لی۔ یہ دعا کمال قوت نظریہ کیلئے ہو۔ والحقنی۔ یہ دعا کمال قوت عملیہ کیلئے ہو یعنے الٰہی مجکو نصیب کر جس سے مین صالحین مین سے ہو جاؤن۔ یا یہ کہ صالحین اور مین جنت مین اکٹھا رہین۔ فقیر عرض کرتا ہو کہ یہ دعا بھی نہایت تواضع پر مبنی ہو۔ جیسے کوئی بادشاہ سے اسکا مقرب عرض کرے کہ مجھے آپکے ادنے غلامونکے ساتھ رہنے دیجئے۔ لسان۔ ثنا حسن و قبول عام کو لسان سے تعبیر کرنا اسلئے ہو کہ زبان اُس کے پھیلانے اور ظاہر کرنے کا سبب ہو۔ جنة۔ جنت کی طلب منافی طلب حق کی نہین ہو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ بالذات محبوب ہو۔ نہ بسبب اپنی انعامات کے۔ اور اُس کے انعامات بالذات محبوب نہین بلکہ اُس کے انعامات ہونیکے باعث محبوب ہین۔ اصل مین محبت ایک ہو۔ لیکن فرع مین متعدد ہو جسطرح مقتضی جمع و وحدت اور موجب فرق و کثرت کا ہو۔ انعامات کے علاوہ خود عارف اپنی ذات کو بھی چاہتا ہے۔ ؎

دوست دارم خویش را نہ از برائے خویشتن	بلکہ بہر آنکہ دلبر دوست می دارد مرا

یوم لا ینفع۔ بدل یوم یبعثون سے ہے۔ اور مفعول محذوف ہے یعنے لا ینفع مال احدا الخ۔ لے

اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال یؤمن بابراهیم کل ملة (در) چنانچہ یہ آپکی دعا مقبول ہوئی مسلمین تو ہر تشہد مین آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہین۔ لیکن نصارے و یہود

طلب جنت منافی طلب حق نہین

میرا ذکرِ خیر جاری رکھ) اور مجھے نعمت والی جنت کے وارثوں میں
سے کر دے۔ اور میرے باپ کو (کفر سے توبہ نصیب کرکے) بخشدے اس لئے کہ وہ گمراہوں میں
سے ہے۔ اور مجھے اُس دن کہ (مردے) اُٹھائے جائیں گے رسوا نہ کر جس دن کہ نہ
مال نفع دیگا اور نہ بیٹے۔ مگر وہ شخص کہ جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر آئیگا (وہی نفع
پائیگا) فقیر عرض کرتا ہے کہ پاکی کے درجات ہیں۔ (۱) شرک سے (۲) معصیت سے
(۳) خواہشات سے (۴) غیرِ حق کی محبت سے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی
کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کرنا تو اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق فرماتا ہے۔ وَاُزْلِفَتِ 26
الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۝ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ 26
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغٰوٗنَ 26

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۳) وغیرہ بھی آپ کو ذکرِ خیر سے یاد کرتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ دعا اس بات کی ہے کہ آپکی ذریت میں آخر زمانہ میں ایسا شخص ہو وے کہ جو آپکی ملت کی طرف بلائے۔ اور وہ ذات مقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لما اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال امنن علیہ بتوبة یستحق بها مغفرتك (در) یا یہ کہ حضرت ابراہیم نے ابتدا میں اپنے باپ چچا کے لئے استغفار کیا تھا لیکن حقیقت حال سے اطلاع ہونیکے بعد خود ہی بیزار ہو گئے جسطرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۔ الآیۃ ۔ ۱۲

فکبکبوا۔ کبکبہ میں تکریر کب ہے۔ لفظ کی تکرار معنی کی تکرار پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی جہنم میں کئی بار الٹ پلٹ ہوتے ہوتے قعر جہنم میں کھنچیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچائے۔ ۱۲

وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ۝ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ۝ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ
شَافِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع ۵ ۳۶ ۹

اور (اُسدن) جنت پرہیزگارون سے قریب کردیجائیگی۔ اور جہنم گمراہون کے لئے ظاہر کردیجائیگی۔ اور اُن سے (بطور ملامت) کہا جائیگا کہ وہ کہان ہین (یعنے بت وغیرہ) جنکو تم سوائے اللہ تعالی کے پوجتے تھے کیا وہ تمھاری مدد کرسکتے ہین یا (خود) اپنے کو بچا سکتے ہین۔ پھر اُس (جہنم) مین وہ اور تمام گمراہ اوندھے منہ ڈالدئے جائینگے۔ اور ابلیس کے لشکر (بھی) سبکے سب۔ اور کہیں گے وہ وہان جھگڑتے ہونگے۔ اللہ کی قسم بیشک ہم تو صریح گمراہی مین تھے کہ ہم تمھین رب العلمین کے برابر کرتے تھے (یعنی عبادت اور اطاعت مین) اور ہم کو تو ان گناہ گارون نے ہی گمراہ کیا۔ تو (اب) نہ ہمارا کوئی سفارش کرنیوالا ہے اور نہ کوئی مہربان دوست۔ پھر کاش ہمین (دنیا مین) لوٹ کر جانا ہوتا تو ہم ایمان والون مین سے

حمیم ہو القریب المشفق (راغب) فیہا قال السدی فی النار هم قال الالهه والغاوون قال مشرکو قریش وجنود ابلیس قال ذریۃ ابلیس ومن ولد اخرجہ الفریابی وابن ابی حاتم (در)

قتادہ نے کہا کہ اُسدن نیکبخت دوست نفع دیگا اور شفاعت بھی کریگا (ابن کثیر) اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ فلو ان لنا کرۃ۔ قال رجعۃ الی الدنیا فنکون من المومنین قال حتی تحل لنا الشفاعۃ کما حلت لهولاء (در)

ہو جاتے۔ بیشک اس (قصہ) مین نشانی ہے۔ اور ان مین بہت سے ایمان لانیوالے
نہین تھے۔ اور (اے نبی) بیشک تمھارا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔
قصہ سوم نوح علیہ السلام کا كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ﮦ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ 26-
اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ 26-
وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ 26-
وَاَطِیْعُوْنِ ۝ نوح کی قوم نے پیغمبرون کو جھٹلایا۔ جب اُن سے اُن کے بھائی
نوح نے کہا کہ کیا تم (عذاب الٰہی سے) نہین ڈرتے؟ بے شک مین تمھارا امانت دار
پیغمبر ہون۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور مین تم سے اس (تبلیغ
اسلام) پر کچھ اجرت نہین مانگتا۔ میری اجرت تو ساری جہان کے پروردگار پر
ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ یعنے تم میری امانت داری کو
خوب جانتے ہو۔ جب مین مخلوق کے معاملات مین امین ہون تو خدا کے احکام

فاتقوا اللہ۔ تقوے کو اپنی اطاعت پر اس لئے مقدم فرمایا کہ تقوی الٰہی اُن کی طاعت کا سبب ہے۔ اور اس آیت کی تکرار تاکید کے لئے ہے تا نفوس مین راسخ ہوجاے باوجود اس کے ہر ایک ایک سبب سے متعلق ہے۔ پہلے مین امانت ہے۔ دوسرے مین قطع طمع ہے۔ جس طرح کوئی شخص اپنے بیٹے سے کہے الا تتقی اللہ فی عقوقی و قد ربیتك صغیرا۔ الا تتقی اللہ فی عقوقی وقد علمتك كبیرا۔ ۱ے ایک پیغمبر کی تکذیب تمام پیغمبرون کی تکذیب ہے۔ اسی لئے نصرانی ہی کافر ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین مانتے۔ ۱۲

پہنچا نہیں ہرگز کمی اور زیادتی نہ کرونگا۔ اور میری نصیحت بے غرض ہے۔ تم سے کسی
قسم کا نفع نہیں چاہتا ہوں۔ جو کچھ میرا ثواب ہے وہ میرے خدا سے لونگا۔ اب اللہ سے
ڈرو اور میرا کہا مانو۔ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۝ بولے کہ کیا 26
ہم تمھیں مان لیں حالانکہ کمینوں نے تمھاری پیروی کی ہے یعنے ہم کسطرح کمینوں کے
ساتھ شریک ہوجائیں۔ ہان اگر تمھاری پیروی عمدہ بات ہوتی تو ہم میں سے سردار
و شریف پہلے اتباع کرتے۔ اسوقت ہم بھی تصدیق کرتے یا یہ کہ انکا ایمان بھی حقیقی
نہیں بناوٹی ہے قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ 26
تَشْعُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ نوح نے 26
کہا اور مجھے کیا علم اس چیز کا جو وہ کررہے ہین۔ ان کا حساب تو بس میرے رب پر ہے
کاش تم (اُسے) سمجھتے۔ اور مین تو ایمانداروں کو دور کرنیوالا نہین ہون۔ مین تو صرف
صاف ڈرانے والا ہون۔ یعنے مجھے تو ان کے ایمان سے غرض ہے۔ ان کے کام سے کیا
مطلب کہ انکا پیشہ کیا ہے اور وہ پوشیدہ کیا عمل کررہے ہین۔ ان سب باتون کا حساب
کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ کاش کہ تم سمجھے ہوتے کہ شرف و عزت پیشہ پر موقوف نہین
بلکہ تقوے اور اللہ تعالیٰ کی قبولیت پر منحصر ہے۔ تمھارے کہنے سے مین ایماندارون کو

ما علمی ۔ الا اعتبار الظاہر ۔ واللہ یتولی السرائر ۔ ۱۲

جھٹ کہنے والا نہین ہون۔ (بلکہ مسلمان کا ایک بال تمام کافرون سے بہتر ہے۔ اور کافرون کے قول کا کیا اعتبار ہے۔ میرے ذمہ تو صرف خدا کے عذاب سے ڈرا دینا ہے جو میری تصدیق واتباع کریگا خواہ وہ شریف ہو یا رذیل۔ مین اُسکا ہون وہ میرا ہے (حدیث[1] مین ہے کہ انبیا علیہم السلام کی پیروی کرنے والے غریب لوگ ہی ہوتے ہین۔ اور یہ بھی[2] ہے کہ آخر زمانہ مین اسلام غریبون ہی مین رہ جائیگا۔ اور اُنکے لئے مبارکبادی ہے (فائدہ) اگر بعض مالدار غریبون کے بازو صف نماز مین کھڑے رہنے سے شرماتے ہون یا اُن کے پاس بیٹھنے سے عار آتا ہو تو انھین سمجھ جانا چاہیے کہ ہم مین بھی صفت تکبر کفار باقی ہے)۔ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ۝ بولے کہ اے نوح اگر تم باز نہ آوگے تو ضرور سنگسار کیے ہوئے لوگون مین سے ہو جاوگے۔ آخر انھون نے آپ کو پتھرون سے زخمی کیا۔ اُس وقت[3] اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی کہ اب ایمان سے کوئی مسلمان نہین ہو سکیگا۔ تو حضرت نوح نے مایوس ہو کر اُنکی ہلاکت کی دُعا کی۔ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ۝ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ۝ ثُمَّ

كردئے جاوگے

المشحون

[1] چنانچہ حدیث طویل ہرقل مین اسکا بیان ہے جو بخاری مین مذکور ہے اور اس تفسیر کے صفحہ ۳۵۰ مین گذری ہے [2] صحاح مین ہے۔۱۲ [3] چنانچہ خداوندعالم نے فرمایا وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔۱۲ المشحون۔ اخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر

اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِيْنَ ۝ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار بیشک میری قوم نے ع ۱۸ ۱۰

مجھے جھٹلایا۔ پس تو میرے اور اُن کے درمیان مین پورا فیصلہ کر دے اور مجھے اور

اُن مومنون کو جو میرے ساتھ ہین بچالے۔ پس ہمنے نوح کو اور اُن لوگون کو جو بھری

ہوی کشتی مین اُن کے ساتھ تھے (عذاب طوفان سے) بچا لیا۔ پھر ہم نے اُس کے

بعد باقی لوگون کو غرق کر دیا۔ بیشک اس (قصہ) مین نشانی ہے۔ اور ان مین بہت

سے ایمان لانے والے نہین تھے اور (اے نبی) بیشک تمھارا پروردگار البتہ وہی

زبردست مہربان ہے۔ چہارم قصہ عاد کا كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ۝

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۸) و ابن ابی حاتم من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس انہ قال تدرون ما المشحون قلنا لا قال ھو الموقر و اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال الممتلی۔ (در) شحن السفینۃ ملاھا و بابہ قطع (مختار) لاٰیۃ۔ لعبرۃ لمن بعدھم ۱۱ دوسری آیت مین ہے فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۔۱۲ ریع اخرج ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ اتبنون بکل ریع قال شرف (در) بالکسر المرتفع من الارض وقیل الجبل (مختار) تعبثون قال ابن عباس تلعبون (ابن جریر) العبث اللعب و بابہ طرب (مختار) مصانع حصون (مختار) اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن مجاھد قال قصور مشیدۃ و بنیانا مخلد (در)

وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُم
بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ إِنِّي أَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ عاد نے پیغمبرون کو جھٹلایا جب اُن سے اُنکے
بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم (عذاب الٰہی سے) نہین ڈرتے؟ بیشک مین تمہارا
امانت دار پیغمبر ہون۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ مین تم سے
اس (تبلیغ اسلام) پر کچھ اجرت نہین مانگتا۔ میری اجرت تو صرف ساری جہان
کے پروردگار پر ہے۔ کیا تم ہر اونچی جگہ پر ایک نشان کھیلنے کو بناتے ہو۔ اور مضبوط
محل تیار کرتے ہو شاید تم ہمیشہ رہوگے اور جب تم گرفت کرتے ہو تو ظالم بنکر گرفت کرتے ہو پس اللہ سے

عُيُونٍ کی راءٔ ابن ذکوان وشعبہ وحمزہ وکسائی ساتھہ کسرعین کے

بطشتم۔ البطشة السطوة والاخذ بالعنف من باب ضرب ونصر (مختار) لعلکم۔ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کانکم تخلدون (در) یعنے اُن لوگون کی طرح عمل کرتے ہو جو ہمیشہ رہنے والے کرتے ہین۔ لہ قوم عاد جنکا مسکن احقاف تھا۔ اور احقاف ریگستان ہے بلاد یمن کی جانب قریب حضرموت کے ہین اور انکا زمانہ بعد قوم نوح علیہ السلام کے ہے چنانچہ سورۂ اعراف مین فرمایا واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح الآیہ (ابن کثیر) لہ حافظ صاحب فرماتے ہین ؎

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن	کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

لہ جو مکان رہنے کے لئے ہون بلکہ زائد ہون وہ عبث ہین آجکل اکثر امراء کو یہی خبط ہے صحیح حدیث مین ہے کہ سوا مکان بنانے کے ہر شے مین ثواب ہے۔ (ہان جو ضرورت کے لئے ہو یا بطور صدقہ ہو) ۱۲

ایمان ابن یمین

ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور اُس ذات سے ڈرو جس نے تمھاری اُن چیزون سے
مدد کی جس کو تم جانتے ہو۔ تمھاری مدد چوپایون اور بیٹون اور باغون اور چشمون
سے فرمائی (اگر تم بجائے شکر کے شرک کرو تو) مین تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا
خوف کرتا ہون۔ حضرت ہود نے قوم عاد کو سمجھایا کہ مین امین ہون۔ بے غرض
ہون۔ تم بڑے بڑے مکانات بنا کر اس دنیا مین دل لگا کر آخرت کو بھول گئے۔ تم
اپنی قوّت پر نازان ہو کر سختی و سرکشی کرتے ہو۔ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت
کرو پھر احسانات الٰہی کو یاد دلاتے ہین کہ تمھین ایسی غفلت کی نیند لگی کہ جو احسانات
تمھین معلوم ہین اُسے بھی فراموش کر ڈالے۔ پھر کلام کو تخویف پر ختم فرمایا کہ مجھے
خوف ہے کہ کسی روز تم پر عذاب سخت دنیا ہی مین آجائے۔ اور آخرت کا عذاب
تو یقینی ہے۔ یعنے جو اسقدر احسانات کرے وہ عذاب پر بھی قادر ہے غرض
آپ نے حق خیر خواہی ادا کیا۔ لیکن وہ اشقیا آپ کا کہنا نہ ماننے سے خود ہی
ہلاک ہو گئے جسطرح فرماتا ہے۔ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ
الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝

خُلُقُ
کی دیمری و کسائی
سماتہ فتح خا اور سکون
لام سے ۱۲

لہ یا یہ کہ اُن مکانون مین بیٹھکر راہ چلتون پر ہنستے تھے۔ خُلُق بضمتین اخرج ابن جریر و ابن
ابی حاتم عن ابن عباس قال دین الاولین (در) یعنے ہم جس دین پر ہین وہی ہمارے باپ دادا کا

فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ
رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ بولے کہ ہمارے پاس برابر ہے خواہ تم نصیحت کرو خواہ
نصیحت کرنے والوں میں سے ہو (یعنے ہم کسی حال میں اپنا طریقہ نچھوڑیں گے) یہ (ہمارا
دین) تو اگلے لوگوں کا ہی دین ہے۔ اور ہم تو ہرگز عذاب نہیں کئے جائیں گے۔ پس
انھوں (لوگوں) نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے انھیں ہلاک کرڈالا۔ بیشک اس (قصہ) میں نشانی
ہے۔ اور انمیں بہت سے ایمان لانے والے نہیں تھے۔ اور (اے نبی) بیشک تمھارا
پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔ قصہ ثمود كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝
إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا

ع ۱۸ ۱۱

عُيُونٍ مکی و ابن ذکوان شعبہ و حمزہ و کسائی ... کسرِ عین کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵۱) دین ہے۔ اور دوسری قرارت فتح خاء اور سکون لام سے یعنے یہ تمھارا دین اختلاق
واکاذیب اولین سے ہے۔ اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال اساطیر الاولین (در) اخرج
سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ والطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ یقول شیٔ تخلقوہ (د)
لے یہ من الواعظین کا ترجمہ ہے۔ اور اسمیں وعظ نکرو کہنے سے زیادہ مبالغہ ہے۔ یعنی تمھارا نصیحت کرنیوالوں میں
مطلق شمار ہو اور تم نے یہ فعل کبھی کیا ہی ہو یعنی تمھاری نصیحت کا بالکل ہی عتبار نہیں۔ اتترکون کا استفہام للانکار
والتوبیخ یعنی کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم چھوڑدیے جاؤگے۔ امنین۔ اتترکون کے فاعل سے حال ہے طلعہا۔ طلع النخل ما یطلع
منہا کنصل السیف فی جوفہ شماریخ القنو تشبیہا بالطلوع قبل طلوع النخل فیکون الطلع مجازا عن الثمر المقدرات (۲)

هَضِيْمٌ ۝ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝
وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝
قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ثمود نے پیغمبرون کو جھٹلایا۔ جب ان سے انکے بھائی
صالح نے کہا کہ کیا تم (عذابِ الٰہی سے) نہین ڈرتے۔ بے شک مین تمھارا امانت دار
پیغمبر ہون۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور مین تم سے اس (ادائی
رسالت) پر کچھ اجرت نہین مانگتا۔ میری اجرت تو صرف ساری جہان کی پروردگار
پر ہے۔ کیا تم درمیان ان چیزون کے بے فکری سے چھوڑ دی جاؤگے۔ باغون
اور چشمون۔ اور کھیتون اور کھجورون مین جن کا خوشہ ٹوٹا پڑتا ہے۔ اور تم پہاڑون کے
گھر کاریگری سے تراشتے ہو۔ (یعنے کیا تم انھین نعمتون مین اطمینان سے رہوگے

بُيُوْتًا گھرون کی شامی و شعبہ و حمزہ و کسائی
بیات کسر با کے۔

فٰرِهِيْنَ نافع و مکی و بصری بغیر الف کے یعنے اترانے ہوئے۔

جنکی کلی نازک ہے

هضيم۔ قال العوفی عن ابن عباس اينع وبلغ فهو هضيم۔ وقال علی بن طلحة عن ابن عباس معشبة وقال اسمعيل بن ابی خالد عن عمرو بن ابی عمرو وقد ادرك الصحابة عن ابن عباس قال اذا رطب واسترخی رواه ابن ابی حاتم (ابن کثیر) فرهين قال ابن عباس وغير واحد يعنی حاذقين۔ وفی رواية عنه شرهين اشرين وهو اختيار مجاهد وجماعة۔ یہ دونون قراتون اور تفسیرون مین منافات نہین ہے کیونکہ وہ گھر بنانے مین ہشیار بھی تھے۔ اور اس سے انھین تفاخر و تکبر بھی منظور تھا۔ (ابن کثیر) المسحرين قال مجاهد وقتادة من المسحورين (ابن کثیر) یعنے جو بہت بڑی جادو مین گرفتار ہوگیا ہو جس سے عقل بگڑ گئی ہو۔ ۱۲

اور موت نہ آئیگی) پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور اُن حد سے گذر جانے
والون کے حکم کی اطاعت نہ کرو۔ جو زمین مین فساد کرتے ہین اور اصلاح نہین
کرتے۔ بولے کہ بس تم اُن لوگون مین سے ہو کہ جنپر جادو کیا گیا ہے۔ (یعنے تمھین عقل
نہین) تم بھی تو ایک ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔ پس تم کوئی نشانی لے آو اگر تم سچے ہو
قوم ثمود نے صالح علیہ السلام کی ظاہری صورت دیکھکر بشر کہا۔ اگر معنے سے واقف
ہوتے ہرگز آپکی نبوت کا انکار نہ کرتے ہ

چند صورت بینی اے صورت پرست	جان بے معنی ست کز صورت رست
در گذر از صورت و معنی نگر	زانکہ مقصود از صدف باشد گہر

حضرت صالح نے فرمایا کہ اگر مین معجزہ دکھلاؤن تو تم ایمان لاؤ گے۔ انھون نے
اقرار کیا۔ آپنے دعا کی تو پہاڑ شق ہو کر ایک اونٹنی نکلی۔ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا 2
شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ 2
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ 2
ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ 2

ع ۱۹ / ۱۲

شرب۔ بالکسر الحظ (والنصیب) من الماء (مختار) فعقروها۔ عقر البعیر والفرس بالسیف
فانعقر ای ضرب بہ قوائمہ وبابہ ضرب فہو عقیر وخیل عقری (مختار) لہ یعنے وہ اونٹنی ایک دن تمھارے
پانی پر آئے گی۔ اور ایک دن تم آیا کرو۔ ۱۲

صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے ایک باری ہے اس کے پانی پینے کی ہے اور ایک مقرر دن تمہاری باری کا ہے اور اسے کچھ تکلیف
نہ پہنچانا (ورنہ) پھر تمہیں ایک بڑے دن کا عذاب گرفتار کریگا۔ پس انھون نے
اُسکے کوچے کاٹ ڈالے۔ (جس سے وہ مرگئی) پس پشیمان[1] ہو گئے۔ پھر عذاب نے پاؤن
اُنھین گرفتار کرلیا۔ بیشک اس (قصہ) مین نشانی ہے۔ اور ان مین بہت سے
ایمان لانے والے نہین تھے۔ اور (اے نبی) بیشک تمہارا پروردگار البتہ وہی زبردست
مہربان ہے۔ **قصہ ششم** لوط[2] علیہ السلام کا۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۝
إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝

[1] عذاب دیکھکر پشیمان ہوے۔ کہ جس وقت مین ندامت نفع نہین دیتی [2] لوط بن ہاران بن آزر۔ آپ ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہین۔ آپ ابراہیم علیہ السلام کے زندگی مین ہی قریہ سدوم کی طرف بھیجے گئے۔ اللہ نے بعد عذاب اُس جگہ کو بحیرہ بنا دیا جس کا پانی بدبودار اور بہت خراب ہے۔ اور یہ بلاد غور مین مشہور ہے جو درمیان بیت المقدس اور بلاد کرک وشوبک ہین (ابن کثیر) ۱۲ ذکران۔ الذکر ضد الانثیٰ وجمعہ ذکور وذکران وذکارۃ کحجر وحجارۃ (مختار)۔ من العلمین۔ انکر علی قومہ اتیانہم الذکور من الناس لا الاناث علیٰ کثرتھن۔ او انکر علیھم کونھم مختصین من العلمین بھذہ الفاحشۃ۔ فقولہ من العلمین یعود علی الاول الی الماتی وعلی الثانی الی الاتی۔ یعنی یہ بھی ایک معنے ہوتے ہین کہ یہ برا فعل کوئی حیوان نہین کرتا ہے سوا انسان کے (نیشاپوری) ۱۲

لوط کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ اُن کے بھائی لوط نے اُن سے کہا کہ کیا تم (عذاب الٰہی سے)
نہیں ڈرتے۔ ہ بیشک میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت
کرو۔ اور میں تم سے اس (ادائی رسالت) پر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میری اجرت تو صرف
ساری جہان کے پروردگار پر ہے۔ کیا تم جہان میں سے (عورتوں کے پاس نہ جاکر) مردوں کے
پاس آتے ہو (یعنے لواطت کرتے ہو) اور جو تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے تمہاری
بی بیاں پیدا کر دی ہیں چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے
مرد کا جوڑا عورت کو بنایا ہے' اسے نکاح کر کے اپنی بی بی بنالو۔ مرد کا مرد سے مبتلا ہونا
(اور اسی طرح عورت کا عورت سے مبتلا ہونا) حد سے گذر جانا ہے اس نصیحت کا قوم کو کچھ اثر
نہ ہوا۔ اُلٹے آپ کی ایذا رسانی پر آمادہ ہوئے۔ آخر سب عذاب سے ہلاک ہو گئے جسطرح

فرماتا ہے۔ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ 26 26
الْقَالِيْنَ ۝ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا 26 26
فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ

مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ۔ یہ قوم اپنے مخالفوں کو شہر بدر کرتی تھی۔ آپ کو بھی ڈرایا کہ ہم تمھیں بھی اُنھیں میں کر دیں گے
یا یہ کہ تمھارا ہمارے دشمنوں میں شمار ہو جائیگا۔ تو ھو عالم سے فُلَانٌ مِّنَ الْعُلَمَآءِ۔ ابلغ ہے (نیشاپوری) دوسری
آیت میں ہے اخرجوا آل لوط من قریتکم الخ۔ القالین۔ القلی البغض تقول قلاہ یقلیہ قلی و قلاء بالفتح
والمد (مختار) الغٰبرین۔ غبر الشئ بقی (مختار) الغابر الماکث بعد مضی من معہ (مفردات) ۱۲۔
مطر المنذرین۔ المخصوص بالضم محذوف و ھو مطرھم (روح) ۱۲

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

ع ۹ ۱۶ ۱۳ نکالدی۔

کہنے لگے کہ ای لوط اگر تم باز نہ آوگے تو البتہ نکالے ہوؤں میں سے ہو جاؤگے۔ لوط نے کہا کہ
بیشک میں تو تمھاری کام کا دشمن ہوں۔ ای میری پروردگار مجھے اور میری لوگوں کو
ان کاموں سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں بچالے۔ تو ہم نے انکو اور ان کے گھر والوں کو سبکو
بچالیا۔ مگر ایک بڑھیا (جو انکی جورو تھی) باقی رہنے والوں میں (جو مبتلای عذاب ہوی رہی)
پھر ہمنے دوسروں کو ہلاک کر ڈالا۔ اور ہم نے انپر (پتھروں کی) بارش برسائی تو جن لوگونکو
(عذاب الٰہی سے) ڈرایا گیا تھا ان پر کیسی بری بارش ہوی۔ بیشک اس (قصہ) میں
نشانی ہے۔ اور ان میں بہت سے ایمان لانے والے نہیں تھے۔ اور (اے نبی) بیشک
تمھارا پروردگار البتہ وہی زبردست ومہربان ہے۔ **قصہ ہفتم** شعیب علیہ السلام کا۔

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ
أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ
رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي

لئیکۃ — نافع ومکی وشامی نے بفتح لام اور فتحہ ہمزہ کا اور نصب تا کے۔ ہمزہ کی حرکت لام کو دیکر اسے حذف کر ڈالا۔

بالقسطاس — نافع ومکی وبصری وشامی وشعبہ ساتھ ضم قاف کے۔ ایک معنے کے دو لغتیں ہیں۔

الایکۃ جنگل اور جھاڑی یا جھاڑی کا جنگل (منتخب وغیرہ)۔ المخسرین۔ خسر الشئی نقصہ وبابہ ضرب واخسرہ مثلہ (مختار) القسطاس۔ قال فی القاموس القسطاس بالضم والکسر المیزان۔ ولا تبخسوا وقل بخسہ حقہ ای نقصہ وبابہ قطع (مختار) ولا تعثوا۔ عثا فی الارض افسد وبابہ سما وعثی بالکسر عثوا یعثی عثیا بفتحتین (مختار) مفسدین۔ حال مقیدۃ ای لا تعثوا حال افسادکم ۱۲

خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ایکہ والون نے (جو قوم شعیب تھی) رسولون کو جھٹلایا۔

جب کہ اُن سے شعیب نے کہا کہ کیا تم (عذاب الٰہی سے) نہین ڈرتے؟ بیشک مین تمھارا

امانت دار پیغمبر ہون۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور مین تم سے اس (ادائی

رسالت) پر کچھ اجرت طلب نہین کرتا۔ میری اجرت تو صرف ساری جہان کے پروردگار

پر ہی۔ ناپ پورا بھر دیا کرو اور نقصان پہنچانے والے نہ ہو۔ اور سیدہی ترازو سے تولا

کرو۔ اور لوگون کو انکی چیزین کم نہ دیا کرو اور زمین مین فساد کرتے نہ پھرو۔ اور اُس سے

الجبلة الاولین۔ قال ابن عباس الخلق الاولین۔ اخرجه ابن جریر وغیرہ (د) یعنے خلق اولین۔ یہی
ابن عباس اور ایک جماعت تابعین مفسرین سے مروی ہے۔ ابن زید نے یہ آیت پڑہی ولقد اضل منکم جبلا کثیرا
یعنے اسی نے تم مین سے خلق کثیر کو گمراہ کیا لہ یہ قوم عبادت ایکہ کرتی تھی یعنے کچھ گنجان درخت تھے کہ وہ لوگ انھین
پوجتے تھے۔ یعنے وہ درختون والی قوم اور قول صحیح مین اصحاب ایکہ اور اصحاب مدین ایک ہین۔ ہر ایک مقام مین ایک
وصف سے موصوف ہوی۔ اسی لئے جس طرح انھین پورا ناپنے کا حکم ہی اسی طرح قصۂ مدین مین بھی یہی حکم پوری طرح ہی
معلوم ہوا کہ یہ دونون ایک ہی امت ہی لیکن والی مدین اخاہم شعیبا مین آپ کو اُس قوم کا نسبی بھائی
بتلانے اور یہان نہ بتلانے مین یہ نکتہ ہی کہ اسوقت اُن کفار کی نسبت جھاڑ وکی پرستش کیطرف کی گئی ہے تو آپکو انکا بھائی
اس بری نسبت کے وقت نہ کہا۔ گو آپ اُنکے نسبی بھائی ہین۔ اور جب انکی نسبت شہر (یعنے مدین) کی طرف ہوی تو آپکو انکا بھائی
فرمایا۔ چونکہ اس نکتہ کو بعض لوگون نے نہین سمجھا تو گمان کیا کہ اہل مدین اصحاب ایکہ سے علیحدہ ہین۔ اور کہا کہ شعیب علیہ السلام ان دو قومونکی طرف
بھیجے گئی ہین۔ اور کسی نے تین قومونکی طرف کہا۔ (ابن کثیر) پھر ابن کثیر نے اُن روایتون پر جرح کی ہی جو دو قوم ہونے مین مروی ہین۔
اب اعتراض صرف یہ باقی ہی کہ اہل مدین تو صیحہ سے اور اصحاب ایکہ عذاب ظلہ سے ہلاک ہوے۔ تو جواب اسکا
یہ ہی کہ ممکن ہی کہ یہ دونون عذاب آپس جمع ہوے ہون۔ ١٢

ع نسخ ضلال وغیرہ اسی لئے قایل ہین

ڈر و جس نے تمھیں اور اگلی خلقت کو پیدا کیا - یہ قوم لوگون سے خرید کرتے وقت
مکاری سے زیادہ لیتی تھی - اور جب خود بیچتی تو کم دیتی تھی - اُس کے سواے اور بہت
سے بُرے کام کرتی تھی - اس لیے آپ نے انھین نصیحت کی - اُس بدبخت قوم نے
اسطرح جواب دیا - قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ
اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ (کسفا سواے حفص کے ساکن سکون سین کے)
الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ
الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ کہنے لگے کہ (اے شعیب) بس تم ع ۱۰ ۱۶
اُن لوگون مین سے ہو کہ جن پر جادو کیا گیا ہے - اور تم بھی تو ایک ہماری ہی ۱۴
جیسے آدمی ہو - اور بے شک ہم یقین کرتے ہین کہ تم جھوٹون مین سے ہو - پس
اگر تم سچون مین سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو - شعیب نے کہا کہ میرا رب خوب
جانتا ہے جو تم کرتے ہو - پس انھون نے شعیب کو جھٹلایا تو سائبان والے دن کے
عذاب نے انھین پکڑ لیا - بے شک وہ ایک بڑے دن کا عذاب تھا - بیشک اس

کسفا - جمع کسفة بالکسر القطعة من الشئ (مختار) الظلة - بالضم کهیئة الصفة -
وایضا اول سحابة تظل - وعذاب یوم الظلة قالوا غیم تحته سموم (مختار) ۱۲

(قصہ) مین نشانی ہے۔ اور اُن مین بہت سے ایمان لانے والے نہین تھے۔ اور
(اے نبی) بے شک تمھارا پروردگار البتہ وہی زبردست و مہربان ہے۔ محمد بن کعب قرظی
نے بیان کیا کہ اہل مدین پر تین قسم کا عذاب آیا اسطرح کہ اول تو اُن کے گھرونین زلزلہ
آیا تو شہر کی آبادی سے باہر نکل گئے وہان انکو سخت گرمی پہونچی اور گھرونین داخل ہونے سے
خوف کیا کہ زلزلہ سے اپنے گرین یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے ابر بھیجا تو ایک شخص اُسکے نیچے
گیا دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور سایہ ہے۔ پس اُس نے سب لوگون کو بلایا کہ دیکھو مین نے

ل ابن منذر و ابن ابی حاتم (در) عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم اور حاکم ابن عباس سے کہ
بادل آکر سائبان کی طرح چھا گیا جب سب وہان جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر آگ برسادی ۱۲ مختصراً (در) اسیطرح
قتادہ و عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن وغیرہم سے مروی ہے (ابن کثیر) فقیر عرض کرتا ہے کہ یہ آگ
بجلی ہو۔ یا پہاڑ نے شرر افشانی کی ہو۔ یا کوئی اور سبب سے یا بے سبب سے ہو۔ ہم ہر طرح اللہ کو قادر
سمجھتے ہین۔ پہر صیحہ بھی اُس کے ساتھ ہی ہوا ہوگا۔ ۱۲ ٢ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو تین مقام پر
ذکر کیا اور ہر جگہ کے مناسب انکا عذاب بیان فرمایا۔ چنانچہ سورہ اعراف مین عذاب زلزلہ بوجہ انکے اس
فعل کے کہ پیغمبر اور مومنین کے دلون کو انھون نے زلزلہ مین ڈالنا چاہا تھا۔ اور کہا تھا لَنُخْرِجَنَّكَ يَا
شُعَيْبُ الخ۔ اور سورۂ ہود مین عذاب صیحہ ذکر کیا بوجہ انکی گستاخی کلمات کے تا یہ عذاب انھین اس ٹھٹول
سے ساکت کرے اور باز رکھے چنانچہ بطور استہزا کہا تھا اَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا الخ۔
اور اس جگہ عذاب ظلہ ذکر فرمایا کیونکہ انہون نے کہا تھا کہ ہمپر آسمان کا ٹکڑا گرا دو۔ لہذا انکی طلب کے
موافق اُس سے بھی ہیبت ناک عذاب نازل ہوا۔ (ابن کثیر) ۱۲۔

تو ایسا خوشگوار سایہ اور ٹھنڈی ہوا کبھی نہین دیکھی ہر۔ تو سب اُس کے نیچے جمع ہوگئے
پس جبرئیل علیہ السلام نے ان سبکو ایک آواز دی کر سب کے سب مر گئے جب قصے
بیان فرما کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی۔ اب آپ سے مخاطب ہو کر فرماتا
۱۹۲ ہے۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ
لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝
اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ
فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝
فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ... ی وشعبہ و ... ہ وکسائی ... تشدید زا ... باب تفعیل کر ... نصب روح ... روح امین کے یعنے ... اللہ تعالی نے ... روح امین کو ... قرآن دیکر ... تمھارے دل پر ... بھیجا

تَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةٌ ... شامی ساتھ ... تا ر تانیث ... کے اور آیۃ ... رفع تا رکے ساتھ ... ہے

لہ بعد شرک ہر قوم کو ایک برائی سے ڈرایا۔ علما کہتے ہین کہ ہر آدمی مین ایک خصلت ایسی بری ہوتی ہر کہ وہی باعث دخولِ جہنم ہوتی ہر جسطرح کسی مین بخل کسی مین تکبر۔ آدمی اُسی کا بہت خیال رکھے کیونکہ وہی مہلک ہے ۱۲

بلسان ۔ نزل سے متعلق ہے۔ اور لسان کے معنے لغت کے ہین اس لئے کہ وہ آلۂ تلفظ ہے۔ یہ آیت اس بات مین صریح ہر کہ قرآن عربی زبان مین اُترا۔ اور انکا قول غلط ہے جو کہتے ہین کہ اُس کے معنے اُترے ہین اور آپ نے اپنے الفاظ سے اسے ادا فرمایا ہر۔ یہ مخالفِ نقل و اجماع ہے اگر اسی طرح ہوتا تو قرآن اور حدیثِ قدسی مین کچھ فرق نہ رہتا۔ اور اس آیت مین لغتِ عربی کو دوسری لغات پر فضیلت ہر کیونکہ قرآن اسی مین اترا اور اللہ تعالے نے اس زبان کو مبین (یعنی فصیح) فرمایا۔ یکن۔ آیۃ سا نصب کے یکن کی خبر ہر اور اسکا اسم ان یعلمہ ہے اور تکن کی قرأت مین اسکا عکس یعنی آیۃ ساتھ رفع کے اسم ہر اور خبر ان یعلمہ ہر۔ ھم۔ اسکا مرجع مشرکین قریش ہین ۱۲

سِنِیْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ۝

اور بے شک یہ (قرآن) رب العالمین کا اُتارا ہوا ہے۔ (اے نبی) اسے روح الامین (یعنے جبرئیل) نے اُتارا ہے تمھارے دل پر تا کہ تم ڈرانے والون مین سے ہو سلیس عربی زبان مین۔ اور بیشک یہ (یعنے ذکرِ قرآن) اگلونکی کتابون مین ہے۔ اور کیا

نصیحت

ما اغنیٰ عنہم ما کانوا یمتعون۔ ما کانو مین جو ما ہے موصولہ ہے اور اسکا عائد محذوف ہے۔ اور ما اغنیٰ مین جو ما ہے مفعول مقدم اغنیٰ کا ہے۔ اور استفہام نفی کے لئے ہے۔ اور ما کانوا فاعل ہے۔ حضرت حسن بصری نے اسی آیت سے کسی شخص کو نصیحت کی وہ نہایت ہی متاثر ہوا عمر بن عبد العزیز جب اپنے تختِ حکومت پر بیٹھتے اس آیت کو بطور نصیحت پڑھ لیا کرتے۔ ۱ مرجع اسکا قرآن ہے جسپر تنزیل دال ہے ۲ چنانچہ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ - جماعت سلف وخلف متفق ہے کہ روح الامین سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہین۔ ۳ وحی قلبِ مبارک پر اسلئے اُترتی تھی کہ آپ اُس کے بہت مشتاق تھے اور اُسی مین آپ کو استغراق تھا۔ پھر قلبِ شریف سے فہم وسماعت کی طرف منصرف ہوتی تھی۔ یہ علو سے سفل کی طرف تنزل ہے۔ اور یہی رتبہ خواص ہے۔ اور عوام تو پہلے سنتے ہین پھر سمجھتے ہین پھر قلب پر اثر ہوتا ہے۔ اور یہ ترقی سفل سے طرف علو کے ہے اور یہی مریدون اور سالکون کی شان ہے لیکن دونون مین بڑا ہی فرق ہے۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ جب غوطہ زن دریا مین غوطہ لگا کے موتی نکال لاتے ہین۔ اور جب باہر آکر اسے دیکھتے ہین تو دوسرے لوگ بھی اُس کے دیکھنے مین شریک ہو جاتے ہین۔ لیکن وہ مالک ہے یہ طفیلی ہین۔ ۴ اگلی کتابون مین قرآن کی اور آنحضرت کی آنے کی بشارت موجود ہے۔ خود اللہ تعالے حضرت عیسے کے قول کو نقل فرماتا ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ یعنے ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہون جو میرے بعد آئین گے جنکا نام احمد ہوگا

اُن کے لئے یہ نشانی نہین کہ اس (قرآن[1]) کو علماء[2] بنی اسرائیل جانتے ہین۔ اور
اگر ہم اس (قرآن) کو بعض[3] عجمیون پر اتارتے۔ پھر وہ اُسے اُن کے سامنے پڑھتا تو
بھی یہ لوگ اس پر ایمان لانے والے نہ تھے۔ ہم نے اسی طرح اس (انکار) کو گنہگارون کے
دلون مین جگہ دی۔ وہ اس (قرآن) پر ایمان نہ لائین گے یہانتک کہ دردناک
عذاب دیکھ لین۔ پس وہ (عذاب) اُن پر اچانک آجائیگا اور وہ خبردار نہون گے
پھر (اسوقت) کہنے لگین گے کہ کیا ہم مہلت پانے والے ہین (یعنے اگر کچھ مہلت ملسکتی ہے
تو ہم ایمان لاتے ہین) پس کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کو جلدی سے طلب کرتے ہین۔ پھر
کیا (اے نبی) تم نے دیکھا ہے کہ اگر ہم انھین چند برس (زندگی مین) فائدہ اٹھانے دین
پھر اُن پر وہ آجاے جس سے کہ یہ خوف دلائے جاتے ہین۔ (تو) اُنکا فائدہ مند کیا جانا اُنکے
کیا کام آئیگا۔ یعنی کتنے ہی سال عیش وعشرت کرین آخر موت کے ساتھ ہی عذاب موجود
ہے۔ پھر اُس چندروزہ عیش وعشرت سے کیا فائدہ ہوا۔ کیا اُس سے عذاب الٰہی دور
ہوسکتا ہے۔ اسی سبب سے رسول ڈراتے سمجھاتے ہین۔ لیکن جب قوم نہین مانتی تو ہم

۱ ابن کثیر کہتے ہین کہ اسکا مرجع قرآن ہے۔ ۲ ابن جریر وابن ابی حاتم ابن عباس سے کہ آپ نے فرمایا عبداللہ بن سلام (وغیرہ) جو یہودیون کے بڑے عالم تھے آپکو پہچان کر مسلمان ہوگئے (در) ۳ غرض ہر طرح وہ تکذیب کرین گے۔ ۴ عجمی (یعنے غیر عربی) پر بھی اگر عربی مین قرآن اترتا تو بھی ایمان نہ لاتے اور کہتے کہ عرب کو عجم کی متابعت سے عار ہے جسطرح دوسری آیتون مین فرمایا ہے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى الآیہ ۱۲

آخر کار ہلاک کر ڈالتے ہین جسطرح فرماتا ہے۔ وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَھَا
مُنْذِرُوْنَ ۝ۖ ذِکْرٰی ۛ وَمَا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہ کیا مگر یہ کہ اُس کے
لئے ڈرانے والے ضرور تھے (یہ نصیحت) یاد دلانیکو ہے اور ہم ظالم نہین ہین جب
آنحضرت کی صداقت کے لئے اس بات کو ثابت فرما دیا کہ قرآن معجزہ اور خدا کے پاس
سے اُترا ہے جسکی صداقت کتب اولین مین بھی ہے لور چونکہ بعض کاہن جنات شیاطین
کے وسوسہ سے غیب شپ مارا کرتے تھے۔ اس لئے اس شبہ کو بھی اسطرح دور فرماتا ہے
وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ ۝ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَھُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ؕ اِنَّھُمْ عَنِ
السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝ؕ اور شیطان اس (قرآن) کو لیکر نہین اُترے اور نہ انھین یہ
سزاوار ہے۔ اور نہ وہ کر سکتے ہین۔ اس لئے کہ وہ (کلام آسمانی) سننے سے (بھی) البتہ
دور رکھے گئے ہین یعنی شیطان اس قرآن کو تین وجہ سے لیکر نہین اُتر سکتے۔

لہ مبتدا محذوف ہے اور ذکرٰی اُسکی خبر ہے۔ یا یہ کہ ذکرٰی حال ہے منذرون کی ضمیر سے یا مفعول لہٗ ہے لہ چنانچہ سورۂ
جن مین ہے فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِھَابًا رَّصَدًا الخ یعنی پس جو کوئی اب سننے کا قصد کرے تو اپنے لئے ایک
انگارا تاک لگائے ہوئے پائے یعنی جو کوئی جن آسمانی کلام سننے جاتا ہے تو فرشتے اُسے دفع کرتے ہین اسیطرح جو شیطان
کا متبع اور گناہو نمین گرفتار ہے گو زبان سے پڑھنے کو پڑھ لیتا ہے لیکن قلب و روح کو اُس سے کچھ ذوق نہین ملتا ہے۔ یہ تو
اہل معرفت کا حصہ ہے کہ قرآن پڑھتے وقت خطاب حق سن کر عجیب لذت اُٹھاتے ہین سہ اشارہ ہے کہ شیطان کے لئے استعداد
تنزیل قرآن نہین ہے اور نہ حمل کی قوت ہے اور نہ سمجھنے کی طاقت ہے۔ اس لئے کہ وہ نار سے پیدا ہوا ہے اور قرآن نور قدیم ہے پس یہ
ناری نور قدیم کو کیونکر اُٹھائیگا اور یہ تو صحیح حدیث مین آچکا ہے کہ نور مومن سے نار جحیم بجھ جائے گی - ۱۲

وجہ اول یہ کہ انھیں یہ سزاوار ہی نہیں۔ کیونکہ یہ انکا مقصد و مطلب ہی بلکہ انکی جبلت میں فساد اور بندوں کو گمراہ کرنا ہی۔ اور قرآن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی۔ اور یہ تو عین ہدایت اور سراسر نور و ارشاد ہی۔ پس شیاطین اور قرآن میں بالکل منافات ہی۔ اس لئے فرمایا وَمَا يَنۢبَغِي لَهُمْ۔ وجہ دوم یہ کہ اگر قرآن کے حامل شیاطین کیے جائیں تو ہرگز اٹھا نہیں سکتے۔ چنانچہ فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ اسی لئے فرمایا۔ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ وجہ سوم یہ کہ اگر قرآن ان کا مقصود ہوا اور وہ حامل بھی بنے تو وہ وہاں تک پہونچ نہیں سکتے اس لئے کہ نزول قرآن کے وقت وہ علٰحدہ کر دئے جاتے ہیں کیونکہ آسمان پر پوری طور سے حفاظت ہو گئی تھی شیاطین قرآن کا ایک حرف تک بھی نہیں سن سکتے تھے اس لئے فرمایا وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ جب حقیت قرآن ثابت فرما چکا تو اپنے نبی سردار دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کو مکارم اخلاق و محاسن عبادات و عادات اسطرح سکھلاتا ہے۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ 1
الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ 1

عشیرتک عشیرہ رشتہ دار لوگ۔ قبیلے کے لوگ۔ اہل خانہ یعنی گھر کے لوگ (منتخب) واخفض خفض جناح حسن

عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۚ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۙ الَّذِیْ
یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

فَتَوَكَّلْ
نافع وشامی ساتھ فا کے بجائے واؤ کے۔

پس (اے نبی) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پوجو۔ کہ تم عذاب کیے گئے لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ اور اپنا بازو ان لئے پست کرو کہ جو مومنین نے تمہاری پیروی کی۔ پھر اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو کہدو کہ بے شک میں اُس سے بیزار ہوں جو تم کرتے ہو۔ اور اُس زبردست مہربان پر بھروسہ کرو۔ جو تمھیں دیکھتا ہے جس وقت تم کھڑے ہوتے ہو۔ اور تمہارا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۵) تربیت سے کنایہ ہی۔ قفال نے کہا کہ جب پرندہ اپنے بچوں کو تربیت کے لئے نزدیک کھینچتا ہی تو اپنے پروں کو پست کرتا ہی۔ فقیر عرض کرتا ہو کہ اتباع نبوی سے معیت حاصل ہوتی ہی۔ اسی لئے صرف مومنین نہیں فرمایا بلکہ متابعت کی بھی قید لگا دی۔ خدا کرے کہ ہمیں ہر لحظہ یہ معیت نصیب ہو۔ جس نے یہ معیت فراموش کی۔ ارواحِ خبیثہ شیاطین وغیرہ نے اُسے گھیر لیا۔ اللہ تعالے آپ ہی کے تصور میں ہمیں محو رکھے۔ ۔

مرا کمالِ محبت۔ ترا کمالِ جمال۔	دمے مباد کہ نقصان پذیرد این دو کمال

لہ خطاب آپ کو ہے لیکن سنانا دوسروں کو مقصود ہو۔ کہ یعنے تم ہمارے پیش نظر ہو جسطرح فرمایا فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا یہ محاورہ عرب ہو کہ کمال لطف کے وقت اسکا استعمال کرتے ہیں۔ اور نماز میں قیام کرنا تو ایک خاص حالت ہو وہ بطریقِ اولی داخل ہے۔ اسی لئے ابن عباس نے کہا کہ جب تم نماز میں کھڑے ہوتے ہو سے اور تمہارا سجدہ کرنے والوں میں پھرنا یعنے تمھیں تنہا نماز میں اور جماعت میں

سجدہ کرنے والون مین پھرنا (دیکھتا ہے) اس لئے کہ وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ پہلے شرک سے ممانعت کی۔ پھر قرابتدارون کو ڈرانیکا اور مومنین پر شفقت کرنیکا حکم فرمایا پھر اپنے پر بھروسہ کرنیکا ارشاد ہوا تا نہ آپ کو کافرون سے خوف ہو۔ اور نہ مسلمانون سے طمع۔ اسی لئے اپنے دو نام عزیز رحیم بھی ذکر کردیئے۔ شان نزول[ل] جب حکم ہوا کہ اپنے قریب رشتہ دارون کو ڈراؤ۔ اور یہ آیت اُتری تو آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور عرب کے قبائل کو نام لے لیکر پکارنے لگے کہ اے بنی عبدالمطلب اور اے بنی فہر یہانتک کہ سب جمع ہو گئے۔ اور بعضے خود نہ آسکے تو کسی کو اپنی طرف سے بھیجدیا تاکہ معلوم کرین کہ کیا معاملہ ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ بتاؤ کہ اگر مین تم سے کہون کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے دامن مین ہے اور چاہتا ہے کہ تمھین لوٹ ڈالے تو بھلا تم میری تصدیق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۶) دیکھتا ہے۔ یہی قول عکرمہ۔ وعطاء خراسانی وحسن بصری کا ہے۔ مجاہد نے کہا کہ رسول اللہ علیہ وسلم جیسے سامنے کی چیزون کو دیکھتے ویسے ہی پیچھے کی چیزونکو دیکھتے تھے۔ اور خود صحیح حدیث (بخاری وغیرہ) مین ہے کہ لوگون سے فرمایا کہ تم اپنی صفین برابر رکھو کہ مین تم کو پس پشت سے دیکھتا ہون۔ بزار و ابن ابی حاتم نے دو اسناد سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ تقلب سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب مین نقل کرنا ہے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کرکے نکالا۔ (ابن کثیر) اسی بنا پر کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ دادا حضرت آدم و حوا سے لیکر حضرت کے والدین تک (سوائے آزر کے اگر حضرت ابراہیم کا باپ ہو) کوئی مشرک نہ تھا اور ساجدین سے مراد مومنین ہین۔ زیادہ تفصیل کے لئے تفسیر ہذا کا صفحہ (۵۸۴) ملاحظہ ہو۔ لہ امام احمد و بخاری و مسلم ترمذی نسائی نے متعدد طرق سے روایت کی ہے (ابن کثیر) اس کے سوا اور بہت سی حدیثین تفسیر ابن کثیر مین اس آیت کے شان نزول کے متعلق ہین۔۱۲

کروگے سب کہنے لگے کہ ہاں۔ فرمایا میں ڈراتا ہوں کہ تمہارے سامنے عذاب شدید موجود ہے۔ ابولہب بولا تمہیں برا ہو لوگوں کو
تمام دن صرف اسی لئے جمع کیا تھا تمہیں خرابی ہو۔ اسکی شان میں (سورت) تَبَّتْ یَدَا اتری پھر اسی پہلے
۲۲۱ قول کی (کہ شیطان نے اس قرآن کو نہیں اتارا) اسطرح تاکید فرماتا ہے هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ
تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ۙ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ؕ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس شخص
پر اترا کرتے ہیں۔ بڑے جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں کان لگا کر سنتے ہیں اور انمیں اکثر جھوٹے ہیں یعنی شیاطین (قبل رجم
شہب) بعض غیب کی باتیں ملاء اعلیٰ سے سن لیتے تھے اور اس ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کر اپنے دوست کافروں کے دلوں میں
ڈالتے تھے جیسطرح حدیث[1] میں آیا ہے۔ یا یہ معنی کہ یہ لوگ شیطانوں کی طرف کان لگاتے ہیں پھر اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا کر بیان کرتے ہیں
بہرحال اکثر انمیں کے بڑے جھوٹے ہیں کیونکہ کبھی جھوٹا بھی سچ کہتا ہے۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہے لیکن اللہ تعالےٰ
نے حق سے باطل کو ظاہر کر دیا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا۔ کہ تا[2] یہ شیطان کا متکلم بڑا فریبی مکار ہوتا ہے اور
آنحضرت صادق مصدوق ہیں کسی نے آپکی ایک بات بھی جھوٹ نہیں سنی اور ہزاروں غیب کی خبریں جو آپنے دیں وہ سب برابر
۲۲۴ ہوئیں آپ اسطرح کاہن نہیں شاعر بھی نہیں ہیں اسلئے فرماتا ہے وَ الشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ؕ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ
كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ۙ وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ

یتبعهم رفع ثلاثی مجرد

اثیم۔ مبالغۂ اثم۔ یلقون۔ اس ضمیر کا مرجع شیاطین ہے یعنی ملاء اعلیٰ سے قبل رجم کچھ سن لیتے ہیں پھر اپنے دوستوں کے دلمیں ڈالتے ہیں۔ یا مبتدا
مقدر یعنی الافاکون یلقون السمع الی الشیطین فیتلقون۔ یلقون السمع۔ ای الی الشیطین فیتلقون والقاء
السمع مجاز عن شدۃ الاصغاء للتلقی (خفاجی)۔ [1] بخاری و مسلم (در) [2] فقیر عرض کرتا ہے کہ اولیاء شیطان بھی اسی طرح
ہوتے ہیں۔ اور اولیاء رحمٰن نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں۔ الغاون۔ من غوی اذا ضل۔ واد۔ الوادی
معروف والمراد بہ ھنا شعب القول و فنونہ و طرقہ۔ یھیمون۔ والھیام ان یذھب المرء علی وجھہ من عشق او غیرہ
وھو تمثیل والمعنی یخوضون فی کل لغو من ھجو و مدح (خفاجی) اخرج ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم

كَثِيرًا وَّانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝ اور

شاعروں کی بری گمراہ کیا کرتی ہیں (ای مخاطب) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں حیران پھرتے ہیں

اور بیشک وہ کہا کرتے ہیں جو (خود) نہیں کرتے۔ مگر (وہ شاعر) جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور انہوں نے اللہ کو

بہت یاد کیا اور بعد اسکے کہ انپر ظلم کیا گیا بدلا لیا۔ اور عنقریب ظلم کرنیوالے جان لینگے کہ کس جگہ لوٹ کر جاتے ہیں

پہلے بیہودہ گو شاعروں کا بیان فرما کے پھر نیک بختوں کو مستثنے فرما لیا کیونکہ یہ اللہ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ اور انکے اشعار توحید

وثنائے الٰہی و تذکیر و نصیحت سے پر ہوتے ہیں۔ اگر کبھی کسی کی ہجو کی تو مسلمانوں کی ہجو کا بدلہ لیا جسطرح عبداللہ بن رواحہ و حسان

بن ثابت کعب بن مالک وغیرہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسان رضی اللہ عنہ کو فرماتے اَجِبْ عَنِّي

اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ یعنی ای حسان میری طرف سے جواب دو۔ یا اللہ انھیں جبرئیل سے مدد دے۔ ایک روایت میں آیا

کہ آپ فرماتے تھے کہ تمہاری ہجو کافروں پر تیر مارنے سے زیادہ ہے۔ اسطرح یہ بھی فرماتے تھے اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا

نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی جبرئیل تمہیں تائید دیتے ہیں (الہام ربانی ہوتا رہتا ہے) جبتک کہ تم اللہ و رسول

کیجانب سے مدافعت کرتے رہتے ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان کیلئے مسجد (شریف) میں منبر رکھواتے تھے

اور حسان اسپر کھڑے ہو کے آنحضرت کیجانب سے تفاخر و مدافعت کرتے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا شعر کلام ہے پس اسکا اچھا اچھا اور اسکا برا برا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۸) عن ابن عباس فی کل لغو یخوضون (در) قتادہ نے کہا کہ شاعر کسی قوم کی مدح اور کسی قوم کی مذمت باطل طور پر کیا کرتا تھا (ابن کثیر) [1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا آیا۔ آپنے فرمایا کہ شیطان کو پکڑو آدمی اپنی جوف میں شعر بھر لینے سے یہ بہتر ہے کہ پیپ بھر لے (مشکوٰۃ از مسلم) [2] متفق علیہ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۸) [3] صحیح مسلم (مشکوٰۃ ایضاً) [4] صحیح مسلم (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۲) [5] بخاری (مشکوٰۃ ایضاً) [6] دار قطنی اور امام شافعی عروہ سے بطریق ارسال (مشکوٰۃ) للہ الحمد کہ سورہ شعرا تمام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان شعرا میں گردانے جو مدح مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سرگرم ہیں۔ ؎ میری شہرت کا سبب مدح پیمبر ہے امیر ؔورنہ ارباب سخن میں مرا رتبہ کیا ہے ۱۲